دلیل ہی جواب مشکوۃ شریف کی ۲۰ صفحہ میں حدیث ہی عن انس

رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر کانو

یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العلمین اخرجہ مسلم انس رض

نی کہا مقرر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع کرتی تہی

نماز الحمد للہ رب العالمین سی نکالا اسکو مسلم نی اور تیسیر الوصول کی ۲۱۹ صفحہ

مین انس سی روایت ہی عن انس رض قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ

وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منہم یقرء

بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الستۃ روایت ہی انس رض سی کہا نماز پڑہی

مینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رض کی ساتہ سو نہین سنا

مینی ان مین سی کسی کو کہ پڑہتی ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور

ترمذی اور ابو داود اور مالک اور نسائی نی اور کافی مین ہی قولہ علیہ السلام ثلث

یخفیہن الامام التعوذ والتسمیۃ وامین فرمایا علیہ السلام نی تین چیزین

ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور امین ددوی ابن مسعود رضی

اللہ عنہ ما جہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتسمیۃ فی صلوۃ

مکتوبۃ اور روایت کیا ابن مسعود رض نی نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نی بسم اللہ کو فرض کی نماز مین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری

سی وفی لفظ مسلم فکان یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العلمین

لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم وفی روایۃ فلم اسمع احدا

منہم یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ورواہ النسائی والدارقطنی و

احمد وابن حبان فکانوا لا یجہرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم

٣

وفی آثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر ابن

خزیمۃ فکانوا یسرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت مین ہی شروع کرتی تہی اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتہہ نہ کہتی تہی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہی نہین سنا مینی اونمین سی کسیکو پکار کر پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی اور احمد اور ابن حبان نی سو تہی وہ کہ پکار کر نہین پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہی کہ آہستہ پڑہتی تہی اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر مین ہی قد روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات روایت کی طحاوی نی ابن عباس رض سی پکار کر نہین کہا ہی نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہان تک کہ وفات پائی **چوتہا سوال** حنفی نماز مین امام کی پیچہی سورہ فاتحہ نہین پڑہتی اسکے کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ مین حدیث ہی عن جابر رض قال من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی جابر رض سی ہی جسنی نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اسمین سورہ فاتحہ تو نہ پڑہی اوسنی نماز مگر امام کی پیچہی یعنی امام کی پیچہی یہہ حکم نہین ہی اور پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۲۰۰ صفحہ مین ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواہ ابوداود والنسائی وابن ماجۃ

روایت ہی ابو ہریرہ رضی سے کہا فرمایا رسول صلعم نے مقرر ٹہرایا گیا ہی امام اس لیے
کہ پیروی کیا وی اسکی سو جب وہ تکبیر کہی تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہی تو تم چپ
رہو روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور جامع الاصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند
امام ابو حنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر مین ہی عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی رجل خلف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہر او العصر و اومی الیہ رجل فنہاہ
فلما انصرف قال اتنہانی ان اقرأ خلف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فتذاکرا ذلک حتی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ
الامام لہ قراءۃ جابر سے روایت ہی کہ قرات کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص
نے پیچہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنی منع کیا اسکو پہر جب پڑہ
چکا کہا اوسنی کیا منع کیا تو نے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچہی قران پڑہنے
سے سو بحث پڑی اون مین اور وہ سناعت مین پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سو فرمایا رسول صلعم نے جس کسی کو کہ امام ہو تو قرات اوسکی امام کی اوس کی
لیے قرات ہی یعنی قراۃ امام کی مقتدی کی لیے کافی ہی اور شیخ عبد الحق نے
مشکوۃ کی ترجمے مین لکہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بخاری اور مسلم کی سوا
نے اسکو روایت کیا ہی اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح
القدیر مین ہی عن ابن عمر رضی انہ کان اذا سئل ہل یقرأ احد مع

٦

الاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَءْ ابن عمر رض سی روایت ہی جب سوال کیا اونسی کیا قران پڑہی کوئی امام کی ساتہہ فرمایا جب پڑہی کوی تم مین سی نماز امام کی ساتہہ تو کفایت کرتا ہی اوسکو امام کا قران پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہی تو چاہی کہ قران پڑہی اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہی رُوِیَ مُسْنَدًا فِی مُوَطَّاہ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ وَیَکْفِیْکَ الْاِمَامُ روایت کیا امام محمد نی اپنی موطا مین سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قران پڑہنی کی مقتدی بن امام کی پیچہی فرمایا چپ رہو اور بس ہی تجکو امام کا قران پڑہنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَفِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ وَفِی الْکِفَایَۃِ وَالْکَافِیْ قَالَ عَلِیٌّ رض مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَاءَ الْفِطْرَۃَ فرمایا نبی صلعم نی جو قران پڑہی پیچہی امام کی بہر جاوی وہ اپنی موہنہ مین چنگاری آگ کی اور کفایہ اور کافی مین ہی فرمایا علی رض نی جسنی قران پڑہا پیچہی امام کی مقرر اوسنی چہوڑ دی قدیم چال وعن سعد ابن ابی وقاص وزید بن ثابت مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَهٗ سعد ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سی روایت ہی کہ جسنی قران پڑہا پیچہی امام کی اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ مین ہی وَمَنْعُ الْمُقْتَدِیْ عَنِ الْقِرَاءَۃِ مَاْثُوْرٌ عَنْ ثَمَانِیْنَ نَفَرًا مِّنْ کِبَارِ الصَّحَابَۃِ ممنوع ہونا مقتدی کا قران پڑہنی سی روایت ہی اسکی اسی ادمیون بڑی اصحابون مین سی اور فتح القدیر اور اعادۃ التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ مین ہی عن عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوۃ ف

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا تَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ وَعَنْ
ابْنِ مَسْعُودٍ رض نحوه عبد اللہ بن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض
نے فرمایا کہ قرآن مت پڑھو پیچھے امام کے کسی نماز میں اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھو تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھے امام یا چپکے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کے
روایت ہے **پانچواں سوال** حنفی جو نماز میں امین پکار کے نہیں پڑھتے اوس
کی کیا دلیل ہے **جواب** دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک
میں جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابیں ہیں لکھا ہے عَنْ وَائِلٍ رض اَنَّهُ صَلَّى
اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ
قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ رواہ احمد وابو داود روایت ہے وائل رض سے
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا امین
اور پوشیدہ کی اپنی اواز اور مختصر الوقایہ میں مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور
بحر الرائق میں ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قَالَ اَرْبَعٌ
يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَ
اٰمِيْنَ کہا چار چیزیں ہیں کہ پوشیدہ کہتا ہے انہیں امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم
ربنا لک الحمد اور امین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف کی
شرح عربی اور شرح سفر السعادت میں لکھا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض اَنَّهُ
قَالَ يُخْفِي الْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْيَاءَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَاٰمِيْنَ وَسُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہے عمر بن الخطاب سے حضرت
فرمایا اونہوں نے کہ پوشیدہ پڑھے امام چار چیزیں اعوذ باللہ اور امین اور سبحانک
اللہم اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت ہے وفی الہدایۃ لقولہ

ابنِ مسعودؓ رض اربع یخفیہن الامام وذکر منہا التعوذ والتسمیۃ و

التامین۔ ہدایہ مین لکہا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سی چار چیزین ہین کہ

پوشیدہ کہی اونکو امام اور بیان کیا اونہین سی اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور امین اور

تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر مین ہی کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی

اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نی روایت کی وائل سی اور اونسی اپنی باپ سی انّہ

صلے الله علیه وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین

واخفی بہا صوتہ مقرر حضرت عمیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچی غیر المغضوب علیہم ولا

الضالین تک فرماتی امین اور پوشیدہ کرتی اوسکی ساتہہ اپنی اواز کو چہٹا سوال

حنفی جو سوای شروع کی تکبیر کی وقت پہر ہاتہہ نہین اوٹہاتی اسکی کیا دلیل ہے

جواب تیسیر الوصول کی ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول مین ہی عن براء قال رایت

رسول الله صلے الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب

من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داود روایت ہی براء رض سی کہا دیکہا

مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتی نماز بلند کرتی ہاتہون کو اپنی کانون

کی نزدیک تک پہر نہ دہراتی نکالا اسکو ابو داود نی اور تیسیر الوصول کی اوسی

۲۱۵ صفحہ مین ہی عن علقمۃ رض قال قال لنا ابن مسعود رض یوما الا

اصلی بکم صلوۃ رسول الله صلے الله علیه وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ

الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت

ہی علقمہ رض سی کہا فرمایا مجکو عبد اللہ ابن مسعود رض نی اگر نہ بتاتا ہون مین تمکو

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر نماز پڑہی اور نہ اوٹہائی اپنی ہاتہہ مگر ایک دفعہ

شروع کی تکبیر کی ساتہہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نی ودر التیسیر۔

الحقایق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ کہا ابن
مسعود رض نے نماز پڑھی مینے نبی صلعم کے ساتھ اور ابوبکر و عمر رض کے
سو نہ اوٹہاے اونہون نے اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین دفی الکفایہ
والکافی والعنایۃ والنہایۃ قال ابن عباس رض ان العشرۃ مبشرۃ
بالجنۃ رضی اللہ عنہم ما کانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوۃ
اور کہا ابن عباس رض نے عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹہاتے
تھے وہ اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین دفی شرح مختصر الوقایۃ عن براء بن
عازب رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی
اذنیہ ثم لا یعود روایت براء بن عازب رضی کہا نبی صلعم جب
تکبیر کہتے شروع نماز مین اوٹہاتے اپنے ہاتھ یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹہے
اونکے دونون کانون کی لو تک پھر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرایق
اور تبیین الحقایق مین ہے قال جابر رض رأیت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعہما
حتی انصرف اخرجہ ابوداود اور کہا جابر نے دیکہا مینے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ بلند کئے حضرت نے اپنے ہاتون کو شروع نماز کی وقت پھر
نہ اوٹہاے اونکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز نکالا اسکو ابوداود نے وردی
الطحاوی والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی
صلعم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ

ترکِ تکبیرِ القنوت فی الوتر و فی العیدین الحدیث روایت کیا ہی طحاوی
نے اور طبرانی نے جو دونوں کتابیں معتبر حدیث کی ہیں اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن
عباس کے طرف نسبت ہی حضرت نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائی جاویں ہاتھ مگر سات
جگہوں میں نماز کی شروع میں اور قنوت کی تکبیر جو وتر میں ہی اور عیدین کی نماز
میں آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ میں ابراہیم نخعی سے ہی بعینہ یہہ حدیث
مروی ہی اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور کتابیں ہیں اونمیں
لکھا ہی عن قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ و ترک فترکناہ
فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ تو اوٹھائے ہمنے اور
چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہمنے اوس سے اور نہایہ اور عنایہ میں جو ہدایہ کی شرح ہے
لکھا ہی ان عبد اللہ ابن زبیر رض رای رجلا یصلی فی المسجد الحرام و یرفع
یدیہ عند الرکوع و عند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوٰۃ قال لہ
لا تفعل فان ھذا شیء فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے مسجد الحرام میں اور وہ اوٹھاتا
تہا اپنے ہاتہہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانیکے وقت پہر جب وہ چکا نماز کہا
اوسکو مقرر یہہ ایک چیز ہی کہ کیا تہا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر
چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ میں ہی وان جابر بن سمرۃ
قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لی اراکم رافعی
ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ شمس ای صعب
جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو اوٹھانے والے ہاتھوں کو اپنے گویا دم گھوڑوں کے

سخت قرار پکڑو نماز میں یعنی حرکت نہ دو ہاتھ اپنے نماز میں۔ وَحَدِیْث رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا رَافِعِیْ اَیْدِیْہِمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکھا نبی صلعم نے کہ اوٹھاتے ہیں اپنے ہاتھوں کو نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو اوٹھانیوالے ہاتھوں کو اپنے گویا دم گھوڑوں کی جو سخت ہے قرار پکڑو نماز میں اور دوسری روایت میں ہے کہ تھمے رہو نماز میں یعنی ہاتھوں کو حرکت نہ دو

ساتوان سوال

حنفی جو صبح کی نماز میں دعای قنوت نہیں پڑھتے اسکی کیا دلیل ہے

جواب

حدیث ہے ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۳۰۰ سو صفحہ میں عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَہْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم نے قنوت پڑہی ایک مہینے پھر چھوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابوداود اور نسائی نے اور اسی کی ۳۰۰ سو صفحہ میں ہے عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ رض قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ ہٰہُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ روایت ہے ابی مالک اشجعی رض سے کہا پوچھا میں نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی تمنے رسول اللہ صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کے پاس کوفہ میں قریب پانچ برس کے کیا قنوت پڑھتے تھے کہا اوسنے اے میرے لڑکے یہہ بدعت ہے نکالا اسکو

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور تیسیر الوصول کی ۲۲۲ صفحہ مین ہی قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم شہرا بعد الرکوع فی صلٰوۃ الصبح وفی روایۃ ابی داود والنسائی قنت شہرا ثم ترکہ قنوت پڑہی رسول صلعم نے مہینہ بہر بعد رکوع کی صبح کی نماز مین اور روایت مین ابو داود اور نسائی کی ہی کہ قنوت پڑہی حضرت نے ایک مہینہ بہر چہوڑ دیا اوسکو **اٹہوان سوال** حنفی جو نماز مین دہنا پانو اوٹہا کر بایان پانو بچہا کر بیٹہتی ہین اس کے کیا دلیل ہی **جواب** حدیث مشکوۃ شریف کی ۷۴ صفحہ مین عن عائشہ رض قالت کان رسول اللہ صلعم یفرش رجلہ الیسرٰی وینصب رجلہ الیمنٰی رواہ مسلم روایت ہے عائشہ رض سی کہا بچہاتی تہی رسول اللہ صلعم بایان پانون اپنا اور کہڑا رکہتی تہی دہنا پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نی اور تیسیر الوصول کی ۲۲۳ صفحہ مین ہی عن علی بن عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر رض فقلبت الحصٰی فقال لا تقلب الحصٰی وافعل کما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یفعل قلت وکیف رأیت رسول اللہ صلعم یفعل قال ہٰکذا ونصب الیمنٰی واضجع الیسرٰی الحدیث روایت ہی علی ابن عبد الرحمٰن سی کہا نماز پڑہی مینی ابن عمر کی پہلو کی طرف سو سرکائین مینی کنکریان کہا مجہکو ابن عمر نی نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکہا مین نی رسول اللہ صلعم کو کرتی پوچہا مینی کس طرح دیکہا تم نی رسول اللہ صلعم کو کرتی کہا اس طرح اور کہڑا کیا دہنی پانون کو اور بچہایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہی عن وائل ابن حجر رض قال افترش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسرٰی ورفع یدہ علی فخذہ الیسرٰی ونصب الیمنٰی روایت ہی وائل ابن حجر رض سی کہا بچہایا

رسول اللہ صلعم کی اپنا بایان پانوں اور اوٹھایا اپنا ہاتھ اپنی بائین ران پر اور
اوکہرا کیا داہنا پانون اور اسی کتاب کی ۲۲۴ صفحہ مین ہی عن عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر رض قال انما سنۃ الصلوۃ ان
تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری اخرجہ البخاری ومالک والنسائی
روایت ہی عبد اللہ بن عمر رض کی بولی ہی کہا ابن عمر نی سنت نماز مین یہی ہی کہ کہڑا
رکہی تو اپنا داہنا پانون اور بچہادی بایان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی
وفی روایۃ النسائی ان تنصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا
القبلۃ والجلوس علی الیسری اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہی
کہڑا کرنا داہنی قدم کو اور برابر رکہنی اوسکی انگلیونکو قبلہ کی طرف اور بیٹہنا بائین
قدم پر **نوان سوال** حنفی نماز مین جو سجدہ کرتیکی وقت پہلی گہٹنون کو
زمین پر ٹیکتی ہین بعد اوسکی ہاتون کو اور سجدی سی اوٹہتی وقت پہلی ہاتون کو
زمین سی اوٹہاتی ہین بعد اوسکی گہٹنون کو اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
ہی تیسیر الوصول کی ۲۲۱ صفحہ مین عن وائل بن حجر رض قال کان النبی
صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ
قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن وفی اخری لابی داود واذا نھض
نھض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ روایت ہی وائل رض سی کہا تہی
نبی صلعم جب سجدہ کرتی رکہتی اپنی گہٹنون کو پہلی اپنی ہاتون کی اور جب کہڑی
ہوتی اوٹہاتی اپنی ہاتہ پہلی اپنی گہٹنون کی نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی
ترمذی نسائی ابو داود نی اور دوسری روایت مین ابو داود کی اور جب
اوٹہتی حضرت اوٹہتی اپنی گہٹنون پر اور زور دیتی ہاتون کا اپنی زانو پر اور او

صفحہ میں ہی عن ابن عمر نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ان يعتمد الرجل على يديه اذا نهض من الصلوة منع فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجھ دے آدمی اپنی ہاتون پر کھڑے ہونے کی وقت نماز مین اور
مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکھا ہی اوسکا ترجمہ یہ ہے
ابن خزیمہ کی صحیح مین ہی کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھی گھٹنون سے شروع کرتے
اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث مین آیا ہی کہ ہم رکھتے تھے ہاتون
کو پہلے گھٹنون کے پھر حکم ہوا کہ رکھیں اپنے گھٹنون کو پہلے ہاتون کی **سوال**
سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کی سجدے کی بعد بغیر
بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتون سے زمین پر اوٹھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے
جواب حدیث ہی تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عن ابی هريرة رض
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهض في الصلوة على
صدور قدميه پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرون کی سرون
پر یعنی انگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھے اور بدون ٹیک لگائے ہاتون سے زمین پر
اور کافی مین ہی ان النبي عليه السلام كان اذا رفع راسه من السجود في
ركعة الاولى والثالثة نهض على صدور قدميه جب سر اوٹھاتے حضرت
اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹھتے پیرون کی انگلیون کے جڑ پر اور فتح
القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہی اخرج ابن ابی شیبة
عن ابن مسعود رض انه كان ينهض في الصلوة على صدور قدميه
ولم يجلس واخرج نحوه عن علي رض وكذا عن ابن عمر وابن زبير
وعن عمر رض واخرج عن الشعبي كان عمر وعلي واصحاب رسول

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھضون فی الصلوٰۃ علی صدور اقدامھم واخرج النعمان بن ابی عیاش ادرکت غیر واحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا رفع راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الاولیٰ والثالثۃ نھض کما ھو ولم یجلس نکالا ابن ابی شیبہ نی ابن مسعود رض سی مقرر یہ اوٹھتی تہی نماز مین اپنی پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتی تہے اور نکالا ایسا ہی علی رض سی اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سی اور نکالا نعمان ابن عیاش نی پایا مینی بہت سے اصحابون کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سو جب اوٹہاتی اپنا سر دوسری سجدے سی پہلی رکعت اور تیسرے رکعت مین اوٹہتی جس حال مین تہی اور نہ بیٹھتی

گیارہوان سوال

جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتی ہین اسکی کیا دلیل ہی **جواب** ماثبت بالسنہ مین لکہا ہی بیہقی نی روایت کی سند صحیح سی انھم یقومون علی عھد عمر رض بعشرین رکعۃ وفی عھد عثمان وعلی رض مثلہ یعنی صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام کرتی تہی یعنی پڑہتی تہی حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے وقت مین بہی اسی طرح اور علمای حرمین یعنی مکی اور مدنی کی عالمون کا بہی ہمیشہ سی اسی طور پر عمل چلا آتا ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح فارسی مین مشکوۃ شریف کی جو لکہا ہی اوسکا ترجمہ یہ ہی اور ابن شیبہ نی ابن عباس رض سی روایت کی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی جو نماز پڑہی تہی بیس رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گہر مین اپنی پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچھ زمانہ حضرت عمر رض

الاقتداء بالفقہاء المجتہدین فی حفظہ الی معرفۃ ماواہ کما وامر بہ ومعانیہا وخاصہا وعامہا ومنسوخہا ومتشابہہا وغیرہا وکذا فی ... الی العامۃ ... من الضلال ... اللہ تعالیٰ

اوس تحقیق کی جو ... اجتہاد کی ... اور فقہا کی ... مجتہدون مین سی تقلید ...

کی خلافت کا گذرا تب انہوں نی لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سی پڑہنی کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سی منقول ہی کہ التراویح
مؤکدۃ ومن لم یرہا سنۃ مؤکدۃ فہو رافضی یقاتل کمن لا یری
الجماعۃ قال اہل السنۃ والجماعۃ انہا سنۃ رسول اللہ صلعم صلاہا
لیلتین وقد صلاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ بعشر
تسلیمات ثم ترک مخافۃ ان تجب وکان لرسول اللہ صلعم واصحابہ حرص
فی قیام اللیل کان الرجل منہم یصلی مائۃ رکعۃ واکثر وکذا فی
زمن ابی بکر رض فلما ظہر الکسل فی زمن عمر رض خاف ان
یندرس قال الصحابۃ اتفقوا معہ علی ان یصلوا جماعۃ وزینوا
المساجد بالقنادیل ولم یکن علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ
والقنادیل قال اقام اللہ امور عمر کما اقام سنۃ نبینا فثبت
وصح ان النبی صلعم صلاہا عشرین رکعۃ وفی المجتبی سنۃ
مؤکدۃ باجماع الصحابۃ تارکہا مبتدع غیر مقبول الشہادۃ وہی
سنۃ للرجال والنساء یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سی جو حدیث کی
معتبر کتاب ہی منقول ہی کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہی اور جو کوئی اسکو سنت مؤکدہ
اعتقاد نکری تو وہ رافضی ہی مقاتلہ کیا جاویگا اوسکی ساتھہ جیسا جماعت کو سنت
مؤکدہ نجاننی والی کی ساتھہ اور اہل سنت وجماعت نی کہا ہی کہ یہہ تراویح سنت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پڑہا تہا حضرت نی اوسکو دو رات اور بیشبہ
حضرت نی تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سی پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سی واجب ہو
جانی کی یعنی اگر واجب ہو جاویگی تو امت پر مشکل پڑ جاویگی اور تہا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کو پڑہا سوتی نماز پڑہتی بین رمضان کی راتونکو
کوی اونمین سی ۸ رکعت پڑہتا اور کوی زیادہ اور اسیطرح زمانی مین ابوبکرؓ
کی پڑہتی تہی پہر جب سستی ظاہر ہوی عمر رضؓ کی زمانہ مین ڈری اس سنت کی
چہوٹنی سی تب اصحابون نی عمر کی ساتہہ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کے
نمازکو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سی آرایش کرین اور اوسوقت حضرت
علی حاضر تہی پہر جب اونہون نی جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالی
قایم رکہی عمر کی کامون کو جیسا اونہون نی قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو بس
ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نی تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی اور بہت جو کتاب
معتبر ہی اونمین لکہا ہی کہ تراویح سنت موکدہ ہی صحابہ کی اجماع سے اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہو گی اور وہ سنت ہی مردون اور عورتون
کی حق مین سبب خلفای راشدین نی اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو
ہر شخص کے حق وہ سنت موکدہ ہو گئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفای راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے
جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام مین لکہا ہی عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنی
اوپر یہ سنت ہماری اور سنت ہماری سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پای
ہوی ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سبکو دانتونسی

ابی بارہوان سوال

حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑہتی ہین
اسکی کیا دلیل ہی

جواب

حدیث ہی تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ النوم
مین وعن سعید العزیز بن الجریج قال سألنا عائشة رضی اللہ عنہا

السوال الرابع

١٧

هل یجوز للمقلد اذا وصل الیه الحدیث بخلاف ظاهر مذهبه ذلك المقلد ان یترك مذهبه ویعمل علی ظاهر الحدیث وان لم یعلم انه ذلك الحدیث منسوخ او مخصوص او ظاهر او صحیح او ضعیف ونحو ذلك ام لا

أي شيء كان يوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان
يقرأ في الأولى بسبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية بقل يا أيها الكفرون
وفي الثالثة بقل هو الله أحد والمعوذتين أخرجه أصحاب السنن
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا میں نے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتوں سے
وتر پڑھتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے
وتر کی پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے میں قل یا ایہا
الکافرون اور تیسرے میں قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب
الناس کو اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نے اور ادھی تیسیر الوصول
میں ہے وعن عائشة رض كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسلم
ركعتي الوتر اخرجه النسائي حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے تھے وتر کی دو رکعت میں یعنی وتر کی نماز میں دو رکعت
کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تینوں رکعتوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت میں ہے روت عائشة رض النبي صلى الله عليه
وسلم كان يوتر بثلاث وحكى الحسن اجماع السلف على الثلث روایت
کی عائشہ رض نے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے
حکایت ہے کہ اگلے لوگوں کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور تبیین الحقائق
میں ہے أنه صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلث ركعات يقرء في
الأولى بسبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون وفي الثالثة
بقل هو الله أحد ويقنت قبل الركوع پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے
تین رکعت پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے میں قل

یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد اور رکوع کی پہلی دعا قنوت پڑہتے
اور اسی طرح عبد الرزاق میں بہی لکہا ہی **تیرہوان سوال** حنفی علما کی نزدیک
وہ سب حدیثیں جو اوپر کی جوابون میں لکہی گئی ہین نماز کی افعال کی دوسرے
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کی مذہب کے موافق ہین حدیث کی راویون
اور اونکی تحقیقات کی رو سے صحیح اور غیر منسوخ ہیں یا نہیں **جواب** یہہ سب
حدیثیں جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہیں اور اونکے
جمع کرنیوالون نے اپنی اوپر یہہ لازم کر لیا ہی کہ جو حدیث صحیح پاوی اوسیکو اپنے
کتاب میں لکہا پہر دوسرے علما اور محدثین اور فقہای معتبرین نے بہی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پہر اسی واسطے ان حدیثون کو فقہ
کی کتابون میں بہی داخل کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل گذرانا چنانچہ
جتنی حدیثیں کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تعیین مقام کی ساتہہ لکہا گیا ہی جسکو شبہہ ہو تو ان کتابون سی ملا لی مثلا
امام زیلعی نی تخریج احادیث الہدایہ مین لکہا ہی روایت کیا ہی حدیث اخفای
آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی نی اپنی مسندین اور طبرانی
نی اپنی معجم میں اور دارقطنی نی اپنی سنن میں اور حاکم نی مستدرک میں انہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
قال آمین و اخفی بہا صوتہ اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہی بلکہ جو حدیث
کہ آمین پکار کر کہنے میں وارد ہی اور امام شافعی رح اوسی کو دلیل لائی ہین اوسکو
یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کی اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری
کی جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ میں لکہا ہی ضعیف کہا ہی جیسا کہ امام عینی

ومن ذلک ومعرفة الموضوع من اللغات
ومعرفة الفصيح والرديء
ومعرفة المطرد والشاذ
ومعرفة المستعمل والمهمل
ومعرفة المعرب ومعرفة خصائص
اللغة ومعرفة الاشتقاق
ومعرفة الحقيقة والمجاز في اللغة ومعرفة المشترك ومعرفة الاضداد
ومعرفة المطلق والمقيد
ومعرفة الابدال والقلب
وغير ذلك مما ذكره يتعلق بعلم اللغة

نے تبیین الحقایق مین لکہا ہی قَالَ الشَّافِعِيُّ يُحْتَجُّ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ بِحَدِيثِ وَائِلٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ آمِينْ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى ابْنُ مَعِينٍ ذَكَرَهُ بَحْرُ مُحِيطٍ اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین اس حدیث کو معلول کہا ہی اور اسی طرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پھر اور تکبیرون کے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسی حسن کہا ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کی ترجمہ اور سفر السعادت مین لکہا ہی کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسی طرح بڑی بڑی محدث علماؤن نے اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہی جیسا کہ ابو داود نے اور امام محمد نے موطا مین اور دار قطنی نے اپنی سند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلے نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی روسی یا اپنی مذہب کے رعایت سی یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اوسنی سنا تہا یا جسکی وسیلہ سی اوسکو پہنچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہہ کہنا اوسکا کچہہ معتبر نہین ہی اگر ہو تو اوسکی حق مین اور اوسکی زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے کہ اوستاد اوسکا ضعیف تہا ہمارے علماے محدثین اور فقہای محققین کی نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہی کیونکہ اون کی استاد جس سے اونہون نے سنا تہا وہ سب عادل اور فقیہ تہی اور سب علماء حنفی کا ان سب حدیثون پر عمل ہے پس بے شک ان کی نزدیک یہہ حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جایز نہین بلکہ علماء حنفی کی نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے

٢١

کی منسوخ ہی جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ میں کہ یہ شہروں میں مسلمانون کے
مشہور ہی اور بڑی معتبر کتابیں میں لکھا ہی قال عبد اللہ بن مسعود
رضی ترک الناس الیوم بالتطبیق ما کان علیہ الناس فی اول الاسلام بالنسخ یعنی
لوگوں نی شور کرکی اس کہنا چہوڑ دیا اور نہیں چہوڑا اوسکو کہ جسکا یقین حاصل
ہوا اونکو اوسکی منسوخ ہونی پر اور اسی طرح سی حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ
ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح سفر السعادۃ میں لکہا ہی اور
ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ میں ابن زبیر رضی سی روایت
ہی کہ قال مہ یا ہذا فان ہذا شیء فعلہ النبی صلعم ثم ترکہ
یعنی مکر رفع یدین ای فلانی کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نی پہلی کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
میں عبد اللہ ابن مسعود رضی سی روایت ہی رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعنا و ترکہ فترکناہ یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جب رفع یدین
کیا تہا ہم نی بہی کیا تہا اوسی اور جب چہوڑ دیا ہمنی بہی چہوڑ دیا اوسی ＊＊＊＊

چودہوان سوال اگر کوئی ظاہر میں حنفی کہلاوی اور حقیقت میں
کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثون کی برخلاف عمل کری اور اونکو صحیح
سمجہانی اور دوسری حنفیونکو برخلاف اونکی سکہاوی اور دوسری حدیثونکو
اون حدیثون کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہی اور دوسرونکو سمجہاوی
اور لوگونکو فقہ کی کتابون سی بد اعتقاد کر داوی اور یون کہی کہ قرآن اور
حدیث میں جو باد عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب
حنفی کی نکرو اور حنفی علما کی فتوی اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکی سبب لوگون

سخت اختلاف اور بری لڑائی پڑی اور اپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کری بلکہ اکثر علما حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کری اور اونکی حق مین کلمہ حقارت کا
کہی تو وہ حقیقت مین اکثر حنفی علما کا بلکہ تینون اماموں کا مخالف ہوا اور اون
پہلی علما کو بہ نسبت اپنی کم علم اور کم سمجہہ اور حقیر سمجہا یا نہین اور ایسی حرکت
اوسکی سبب جو سیکڑون برس سی علما اون کی دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہو گئی تہی اور جمعیت باندہی تہی اوسنی اس اتفاق اور جمعیت کو توڑ کر لوگون
کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیسری سوال کے جواب سی ظاہر ہی کہ وہ سب حدیثین علماء حنفی کی نزدیک صحیح اور
غیر منسوخ ہین پس جو کوئی انکو غلط سمجہی اور صحیح غیر منسوخ نجانی اور اون پر عمل نکری
وہ شخص البتہ علما حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بی شبہہ سب کا مخالف
ٹہیرا اور ظاہر ہی کہ جو شخص کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور
غیر منسوخ نہین سمجہتا بلکہ اپنی گمان مین خلاف اوس کی بوجہتا ہی بلکہ وہ اور
حنفیون کو اون حدیثون پر عمل کرنی سی باز رکہتا ہی اور برخلاف اوس کی سمجہاتا
ہی اور ترغیب دیتا ہی اور اونسی بد اعتقاد کرواتا ہی تو بی شک اون بڑے
علما کو اپنی بہ نسبت بی علم اور بی سمجہہ اور حقیر جانتا ہی اور بے شبہہ مسلمانون کی
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہی اور لوگون کی دل مین شک اور تردد ڈالتا ہے
اور عوام کو اس راہ مستقیم سی پہیرتا ہی اور اون علما سی بد اعتقاد کرواتا ہی اور
جب عوام اوس کی ایسی باتون اور حرکتون سی اور برخلاف سمجہانی سی علمای
حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتی اور اون کی حقارت کرتی ہین اور اونکی
مقلد کو برا جانتی ہین تو بیشک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکہنی والا ہوا اور گمراہ بنانی

والا ہیر اولیلیت اسکی لکی آتی ہین مبادر ہوان **سوال** اس گروہ

کا جیسا حال ہی کہ حنفیون کی جماعت سی دور رہتی ہین اور جن جن مسجدون مین

ہمیشہ ہماری جماعت حنفیون کی ہوتی ہی حاضر نہین ہوتی خصوصا جس مسجد مین

کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتی اور اون کی اقتدا نہین کرتی بلکہ اوس جماعت

کو چھوڑ کر اپنی گروہ کی ساتھ ہو کر دوسرے جماعت کرتی ہین اور لوگون کو بھی

اسی طرح سکھاتی ہین اور ائمہ حنفیہ کو برا کہتی ہین اور اونکی اور اونکی کتابون

کی حقارت کرتی ہین اور دوسرون سی بھی کرواتی ہین اور انکی مقلدون کو برا کہتی

ہین اور اکثر مسائل مین فقہ کی خلاف کرتی ہین اور حنفیون کو اونکی خلاف مذہب

کی باتین سکھلاتی ہین اور اونکی مذہب کی اہانت اور فقہ کی مسائل کی حقارت

اور اپنی زعم کی موافق اعتراضات کرتی ہین اور اونکو علمای حنفی اور کتب فقہ

سی بداعتقاد کرواتی ہین اور اون سی اور دوسرے حنفیون سی لڑواتی ہین

اور اونکی آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتی ہین اور عداوت اور

کینہ اونکی اقربا اور دوستون مین ڈلواتی ہین یہان تک کہ اونکی آپسمین ملنا اور

کھانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑھنی بالکل موقوف ہوجاتی ہی اور علما جب

اونکو وعظ اور نصیحت کرتی ہین کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چھوڑ دو اور ایسی افعال سے

باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سی نہین پھرتی بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتی ہین

اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتی ہین اور بہت سے کام کرتی ہین کہ تفصیل کو

اونکی ایک دفتر چاہی بلکہ متعذر ہی تو یہ سب افعال اور اقوال اون کی شرع

شریف مین قبیح اور برا اور وہ لوگ مفسد ٹھہری اور قران اور حدیث مین ایسی

افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہی یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

نہ کام اور جن باتون کو لوگون کی تحقیق کیا ہی اور محدثون کی روایت کی ہی اسی سبب سی بھی خوب سمجھی اور یاد رکھی اور اسی قدر کفایت نہین کرتی کہ دیکھو کو یاد کیا ہو اور اجتہاد کی واسطی تو بہت ہی ضروری ہی کہ علمای مرجح اور اقوال

ہو جیسا حاکم یا نایب اوسکا تو ایسی مفسدون کو سزا دیوی اور جسکو اس قدر لیاقت ہو تو ایسی شخص کو نصیحت کرلی اور جسکو اسکی بہی قدرت ہو تو ایسی شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دلسی برا جاننا لازم ہی یا نہین **جواب** اون لوکون کا جب یہہ سب احوال ہی تو بیشک سب افعال اور اقوال اون کی قبیح اور شنیع اور وہ لوک دین مین مفسد ہین اور قران اور حدیث مین اس طرح کی افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی ہی اور بادشاہ اور نایب کو اونکی سزا دیوی اون لوکو اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرلی اور باقی مسلمانون کو ایسی کروہ سی احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکی ساتہہ صحبت نرکہنی اور اونکو دلسی برا جاننا لازم اور واجب ہی جیسا کہ اسد تعالی نی قران شریف مین تیرہوین سیپارہ کی نوین رکوع مین فرمایا ہی قال وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ لی لحرم وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ یعنی جو لوک فساد ڈالتی ہین ملک مین ایسی لوک اونپر لعنت ہی اور اونکو ہی برا کہر اور بیسوین سیپارہ کی کیارہوین رکوع مین لکہا ہی قال اللہ تعالی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ یعنی اور نہ چاہ فساد ملک مین مقرر اسد نہین دوست رکہتا ہی فساد ڈالنی والون کو اور دوسری سیپارہ کی نوین رکوع مین ہی وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اسد تعالی دوست نہین رکہتا فساد کو اور جامع الاصول مین ہی عن عرفجة رض قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ يُرِيْدُ اَنْ يُفَرِّقَ اَمْرَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْمُفَارِقِ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ اَخْرَجَهُ مُسْلِم روایت ہی عرفجہ رض سی کہا دیکہا مینی رسول اسد صلی اسد علیہ

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتی سو فرمایا حضرت نی نزدیک ہے کہ میری پیچھی مری ہوال
بیبیلی گی سو جسکو دیکہو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سی یا وہ ارادہ کرتا ہی تفرقہ ڈالنی
کا محمد کی امت مین جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بی شک اللہ کا ہاتہ ہی جماعت
پر اور مقرر شیطان ساتہہ ہی جدا ہونی والی کی ہتو کر مارتا ہوا لیکن اسقدر
جاننا چاہی کہ ایسی شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہی دوسری کو نہین کیونکہ
اس مین فساد اور زیادہ ہوگا اور مشکوۃ باب الاعتصام مین وعن ابن عمر
رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ
فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ روایت ہی ابن عمر رض سی کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی یعنی اکثر علما جس
طرف ہون اون کی متابعت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سی اور نکلا
اجماع سی جمہور علما کی تو ڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ مین وعن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی
ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی کہا ابن عمر
نی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بی شک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہی میری
امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا
خدا کا ہاتہ جماعت پر ہی یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مدد گار ہی جو
کوئی جماعت سی نکلیگا اور اونکی طریقہ کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم
کی آگ مین اور مشکوۃ کی باب الامر بالمعروف مین ہی عن ابی سعید
الخدری رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا
فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ

وذلک اضعف الایمان رواه مسلم پیغمبر خدا علیه السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم میں سے دیکھے بری کام کو تو چاہیے کہ تغیر دیوے اوسکو اور باز رکھے اوسکو اپنے ہاتھ سے یعنی مارنے اور توڑنے اور گرانے سے جس طرح سے ہو سکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نہ رکھے تو زبان سے تغیر دے یعنی منع کرے اور ڈرائے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے پھر اگر قدرت رکھے پھر اگر زبان سے بھی طاقت نہ رکھے تو دل سے اوسکو تغیر دیوے یعنی دل سے اوسکو برا جانے اور اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نہ رکھے اور خالی دل سے برا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہے یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہہ ہے کہ دل سے تو برا جانے اور اسی باب میں ابو بکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا مِنْ قَوْمٍ یُعْمَلُ فِیهِمْ بِالْمَعَاصِی ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِکُ اَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ یعنی نہیں ہے کوئی قوم کہ کیے جاوین اونکے درمیان برے کام پھر وہ قوم قدرت رکھیں دفع کرنے پر اوسکے پھر اوسکے ساتھ اوسکو دفع نکریں تو نزدیک ہے کہ گھیر لیوے ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ کی جلد رابع کی ۱۹۲ صفحہ میں باب الامر بالمعروف میں لکھا وعن ابی ثعلبة فی قوله تعالی عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًی مُتَّبَعًا وَدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَکَ مِنْهُ فَعَلَیْکَ نَفْسَکَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاءَکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ کَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا

يا رسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم رواه الترمذي
وابن ماجة روایت ہی ابی ثعلبہ سی تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو کہا
ابی ثعلبہ نی سن رکہو قسم خدا کی مقرر مینی پوچہا ہی اس آیت سی پیغمبر خدا صلی الله
علیہ وسلم کو کیا چہوڑ دین ہم اس آیت کی نحو سی امر معروف اور نہی منکر
کرنا فرمایا حضرت نی نہ چہوڑو بلکہ لوگون کو اچہی باتین بتاؤ اور بری باتون سی باز رکہو
یہان تک کہ دیکہی تو ای سننے والی بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ اوسکی تابعداری
کی جاتی ہی اور دیکہی تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی جاتی ہی اور دیکہی تو دنیا
کو کہ اختیار کی جاتی ہی آخرۃ پر اور دیکہی تو اچہا جاننا اور بہتر سمجہنی ہر ایک سمجہہ
والی کو اپنی سمجہہ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی فتوا
اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجہہ کے موافق دینا اور دیکہی تو ایسی کام کو کہ جس سے
تو الگ نہین ہو سکتا یعنی ایسا کوئی کام برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون کو
روکنا اختیار کری تو لی اختیار ریتری طبیعت اور رجوع کری اور اوس مین جا پڑی
یا مطلب یہہ ہی کہ ایک کام ضروری تجہی در پیش ہو کہ جسکی تجہکو احتیاج ہی اور اوسکو
چہوڑنا مشکل ہی سو اگر امر اور نہی لوگون کو کری تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہی یا مراد
یہہ ہی کہ تجہکو کچہہ چارہ اور اختیار اوس پر نہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو پس
ان باتون پر لحاظ کرکی اپنی تئین سنبہال اور بچا رکہہ آپ کو بری کامون سی اور
چہوڑ دی عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اونسی اور اونکی کامون کی فکر نکر کیونکہ
مقرر آگی زمانی مین ایسی دن تمہاری سامنی آنی والی ہین کہ جسمین تمکو صبر کرنا
چاہی انا لله وانا الیہ راجعون پہر جسنی صبر کیا اون دنون مین گویا اوسنی
آگ کی چنگاریان ہاتہہ مین لین ایسی وقت مین شریعت کی حکم پہ چلنی والی

۲۷

کو پچاس آدمیوں کی برابر ثواب ہی کا جو اوسکی عمل کی برابر عمل کرتی ہیں اور اس وقت میں ہستی نہیں اور اس زمانی میں ہیں عرض کیا صحابہ نی یارسول اللہ اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیوں کا جو اونمیں سی ہیں فرمایا نہیں بلکہ پچاس آدمیوں کا ثواب جو تم میں سی ہیں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نی یہہ عبارت فارسی شرح سی شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہی اور چوتھے جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف کی باب اشراط الساعۃ میں ۳۰۳ صفحہ کی درمیان یہہ حدیث ہی عن جابر بن سمرۃ رضہ قال سمعت النبی صلعم
اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ روایت ہی جابر سی کہا سنا میں نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتی تھی مقرر پیدا ہونگی قیامت کی قریب جھوٹی لوگ سو بچو تم اون کی برائیوں سی اور مراد جھوٹوں سی یا وہ لوگ ہیں جو حدیثیں ہی نکالتی ہیں اور بناتی ہیں یا وہ لوگ ہیں جو دعوی پیغمبری کا کرتی ہیں یا وہ لوگ ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتی ہیں اور اپنی خواہش اور بری اعتقاد کو اصحابوں سی اور انکی بزرگوں سی نسبت دیکر اپنی دل میں گمان کرتی ہیں کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہی اللہ بچاوی ہمکو انسی یہہ ترجمہ شیخ عبد الحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام میں ہی عن ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ
رَوَاہُ مُسْلِم روایت ہی ابوہریرہ رضہ سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہونگی آخری زمانہ میں فریب کرنیوالی جھوٹی یعنی ایک گروہ ہونگی

الشعار السابع ... اهل السنة ...

۲۹

کہ وہ اپنی تئین گمراہ فریب سی عالمون اور بزرگون اور شیخ کا ذون اور صوفیون کی صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہونگی تاکہ اپنی جہوٹہہ کو ملک مین پہیلاوین اور لوگون کو جہوٹی مذہب اور بری مسئلے کی طرف بلاوین اور لاوین تمہارے پاس حدیثین کہ نہ تم نی سنی انہین نہ تمہارے باپ دادا نی اور مراد اون حدیثون سی یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہی دوسری ادمیون کی کہی باتون کو سو دور رکہو تم اپ کو اون سی اور دور رکہو اونکو آپ سی اس لئی کہ کہین گمراہ نکرین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سی یہہ ہی کہ دین کی مسائل سیکہنی مین خوب احتیاط کرو اور نئی مذہب والون سی اور جن باتون پر اگلی اچہی سب مسلمان نہون اون سی الگ رہو خصوصا ان لوگون سی جو ادمیون کو مکر اور فریب سی اپنی طرف جہکاتی ہین مثلا سنت کے بہانے سی بری طریقی کی طرف رغبت کرتی ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ **نظم** چون بسی ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستی نباید داد دست + حرف درویشان بدزدد مرد دون + تا بخواند بر سلیمی آن فسون + کار صیاد آورد بانگ صفیر + تا فریبد مرغ ان مرغ گیر + یہہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہی اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن علی رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود رواہ البیہقی یعنی قریب ہی کہ ادیگا ادمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سی مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قران سی مگر لفظ اور خط اوسکا

... طریقۃ مالک ... رفع یدیہ عند التکبیر ...

تسمیہ دین اونکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکی
بدتر ہونگی اون سی جو آسمان کی نیچی ہین فتنہ دین کا اونسی نکلیگا اور
پھر اونہین کی طرف پھریگا اور مشکوۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ
کی ۹۴۳ صفحہ مین ہی وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ
مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امراتہ وعق
امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد
وساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم
واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف
وشربت الخمور ولعن آخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند
ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وآیات
تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہی ابوہریرہ رض
سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جب ٹہیرالیوین لوٹ کی مال کو
دولت یعنی دولت مند اور منصب والی لوگ لوٹ کی مال کو کہ شرعی حکم سی
تمام غازیون کا حق اوس مین متعلق ہی اپنی قابو مین لی کر آپسمین حصہ کر
لیوین اور غریب اور مستحق کو اوس سی محروم رکھین اور سمجھا جاوی امانت کو غنیمت
یعنی جو چیز امانت رکھی جاوی کسی کی پاس اوسمین خیانت کرین اور اوسکو
بجای لوٹ کی مال کی جو کافرون سی ہاتھ لگتا ہی اپنا حق سمجھین اور سمجھا
جاوی زکوۃ کو ڈانڑ یعنی زکوۃ کی دینی سی لوگون پر اس قدر سختی گذری
گویا ظلم ہے اور ڈانڑ باندہ سی اون کی پاس سے مال لیا جاتا ہی اور سیکھا

ساتوان سوال ۳۰

بجا وین علم دین کی واسطی اور شریعت کی حکومت کی پھیلانی کی اور اللہ تعالیٰ
کی جناب مین نزدیکی حاصل کرنیکی لئی بلکہ دنیا سمیٹنی کو اور عزت اور نام پیدا کرنی کو
اور دنیا کی بہرہ وارون سی طلب کرنیکو اور تابعداری کری مرد اپنی عورت کی ایسی
بات مین جس مین دین کی مصلحت ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کی فرمودہ کی موافق اور
دکھ دیوی آدمی بی وجہ شرعی کی اپنی ماکو اور ملاپ رکھی اپنی آشنا سی اور
کنارہ کری اپنی باپ سی اور ظاہر ہو دین اوازین اور بیہودہ باتین مسجدون میں
جیسا ان دنانی مین رائج ہوا ہی اور سرداری اپنی گروہ کا وہ شخص جو اونمین
بدکار ہوا اور کارباری اور معتمدی اپنی قوم کا کہ لوک سب اپنی کامون مین اسکی
طرف حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہوا اور بزرگی اور تعظیم کی جاوی کسی آدمی
کی اوسکی برائی کی ڈرسی مثلا ایک ظالم بدکار حکومت پاوی اور غالب ہو جاوی پہر
لوگ لاچار ہو کر اوسکی ڈرسی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجا لاوین اور
علانیہ پڑہی پہرین لوکون مین کانی والی عورتین اور اون مین ملجاوین اور ظاہر
ہون بجانیکی چیزین جیسی ڈہولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوی شراب وغیرہ
کی چیزین اور لعنت کرین اس امت کی پچہلی لوگ اگلون پر یعنی پچہلی اگلون
پر طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے
انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجہین جب ایسا کیا تو گویا
اون پر لعنت بہیجی جیسا کہ خوارج بہیجتے ہیں اماموں کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ
اور اونکی بعد کی لوکون پر لعنت کرتی ہین اور اونکو برا جانتی ہین سو منتظر رہو تم
جب یہہ باتین ظاہر ہو دین سرخ ہوا کی اور زمین مین زلزلہ ہونی کی اور اوسکی
دہنس جانی کی اور آدمیون کی صورت بدل جانی کی دوسری صورتون

۳۱

اور پہر کرنی کی آسمان سی اور قیامت کی علامتون کی که ایک پر ایک ظاہر
ہوگی جس طرح جواہر کا ہار جو گوندا ہوا ہی اور پہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکی گرنی
لگی ایک کی بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نی

سولہوان سوال

اگر کوئی شخص مسایل شرعیہ مین حنفیون کی ساتہہ جدال کری مثلا وہ روایت
فقہ کی رد مین کوئی حدیث لاوی تب اوس کی جواب مین کہا جاوی که وہ حدیث
ضعیف ہی فلانی محدث نی اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہی که پیغمبر خدا کا قول
بہی کہین ضعیف ہوتا ہی پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی که حدیث ضعیف
اوسکو کہتی ہین که جسکی راوی مین کچہہ خلل ہو اور اگر یقین ہو که یہہ کلام فی الحقیقت
پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی تو پہر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من
ذلک تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی اس بات کو چہوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے
کبہی اور کچہہ بات درمیان مین لاکر شور و غل مچاوی کبہی اوس محدث پر
طعن و تشنیع کری اور اسی طرح سے جب فقہ کی ہدایت سی کہا جاوی که آمین
شور سی کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کی ارادہ کی وقت مثلا مکروہ ہی تب کہی که
پیغمبر خدا کا فعل بہی مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہی تو پیغمبر خدا نی بہی مکروہ کام
کیا تہا تو ہم پہر کیا چیز ہین پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی که یہہ مکروہ ہمارے
حق مین ہی اسواسطی که آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہی تو پہر شور کی کہنی مین
وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہی اس لئی ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا اور ایسے
ارسال یعنی رکوع کی ارادی کی وقت ہاتہہ نیچی کو ڈالنا سنت موکدہ ہی تو پہر
اوپر کو ہاتہہ اوٹہانی سی وہ سنت موکدہ چہوٹتی ہی اسواسطی ہماری حق مین
مکروہ ہوا پہر وہ اس جواب کی سننی کی بعد اوسی طرح کی حرکات کری اور اوس

کی جواب مین کچہہ غور نکری اور اسی طرح سی جب اوسکو کہا جاوی کہ امین
زور سی کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہی تو کہی کہ اگر منسوخ ہوتا تو
امام شافعی رح کیون عمل کرتی تب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ منسوخیت اسکی
امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی رو سی ثابت ہی اگر یہہ منسوخیت امام شافعی رح کو
معلوم نہوی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اوسمین کچہہ خلل نہین امام شافعی
رح کچہہ عالم الغیب نہی کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کی اون کو معلوم
ہوتی اور اسی کی زعم کی موافق کہا جاوی کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا
امام اعظم عمل نکرتی باوجود اس بات کی کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت
کی زمانہ سی اور تحقیق انکی سب سی زیادہ تہی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہو
تو پہر جو جواب تمہارا تہی وہی جواب ہمارا ہی پہر اس جواب کی بعد بہی سابق کی
طرح سی واہی تباہی باتین کہی اور اسی طرح سی جب کوی مسئلہ فقہ کی خلاف لوگون
مین ظاہر کری تب اوسکو کہا جاوی کہ یہہ مسئلہ فقہ کی کتاب کی خلاف ہی تو
کہی کہ فقہ کی کتاب کی مسئلہ پہ کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نی بنایا ہی اس مسئلہ
کو حدیث مین دکہلاو تب اوسکو جواب دیا جاوی کہ اس مسئلہ کی دلیل یہہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہی تو کہی کہ فقہ کی حدیث پہ کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہا نی
لکہا ہی حدیث کی کتاب مین بتلاو جسکو محدثون نی جمع کیا ہی پہر جب کہا جاوی
کہ یہہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابو
حنیفہ مین ہی تب یون کہی کہ ہم ان سب کو نہین مانتی ہین وہ حدیث صحاح
ستہ مین دکہلاو پہر جب اوسکو بتایا جاوی کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلا ہی
تب کہی کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابو داود نی ضعیف کہا ہی پہر

جب اوسکی جواب مین یون کہا جاوی کہ اس حدیث کو مجتہدون نی اور بہت سے
فقہانی صحیح غیر منسوخ کہا ہی ہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون
اور فقہا کی مقابل مین کچہہ اعتبار نہین رکہتا ہی پر وہ شخص یہہ جواب سنکر بہی سابق کی
طرح لا یعنی اور بی معنی بکتا ہی تو اب علما سی سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ جواب کہ اوس
شخص کی سوالات مین لکہی گئی ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوئی اس طرح کی
سوالات بیجا کری اور اوس کی بی جواب جو سابق سب کو رہو ہی نہ سنی اور
اپنی جدال اور نزاع سی باز نآوی اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہی اور اس حدیث
کو جسکو امام اعظم نی اور ہزارون فقہانی صحیح اور غیر منسوخ کہا ہی نہ مانی اور
اونکی تحقیقات پر اعتماد نکری اور فقہ کی کتابون کو نہ مانی اور فقہای محدثین کی جمع
کرنی پر اعتماد نکری بلکہ کلمہ حقارت کا کہی اور اس حدیث قوی کی مقابل مین دوسری
محدث کی کتاب سی کہ جسکا حال اوپر کی صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوی
اور اونکی مقلدون کو اونکی پیروی سی باز رکہی اور بیچاری عوام کو شک مین ڈالی
بلکہ مذہب حنفی سی بد اعتقاد کروادی اور امام اعظم کی تقلید سی چہوڑوا دیوی
اور اس طرح کی بی معنی شبہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کی صفحون مین مذکور ہو چکا
جاہلون کی سامنی بیان کری اور اونکو سکہلاوی اور جواب اوسکا نہ مانی تو
وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنی والا اور ضال اور خود گمراہ اور
لوگون کو گمراہ بنانیوالا ہی یا نہین **جواب** دیا سب جوابات کہ اوس شخص کی
سوالات مین دی گئی ہین سب درست اور راست بی کم و کاست ہین ان سب
جوابون کی صحت و حقیقت مین کچہہ شک اور شبہ نہین ہی اور ایسا شخص جس کا
احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سی اوسکی اور اللہ تعالی اعلم

حقیقت حال ہی اوسکی جبتک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ ہی اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا اور حدیثون سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شخص جدالی مثل مشرکین کی اہل جدال سی ہی اور آیہ شریف مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ کی مورد کی جنس مین داخل ہی جیسا کہ مشکوٰۃ کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۴ صفحہ مین لکہا ہی وعن ابی امامۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ھُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ مَا ضَرَبُوْہُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ روایت ہی ابو امامہ رض سی کہا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گمراہ نہوئی کوئی قوم بعد راہ پانی کی کہ جسپر وہ تہی مگر جبکہ دی گئی اونکو جدل اور جدل کی معنی دشمنی اور لڑائی اور جہگڑا اور کجہ اپنی طریق کی جس سے مشہور اور جاری کرین جہوٹی مذہب کو اور گمراہ بین جسکی بنیاد کو بہر پڑہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی آیت اضربوہ آخر تک اس آیت کی نازل ہونی کا سبب یہ کہ جب فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ یعنی مقرر تم اور سوائے اللہ کی جس چیز کو تم پوجتی ہو سب لکڑی ہین جہنم کی مشرک کرنیوالا خوش ہوئے اور دہوم مچائی اور کہنی لگی کہ ہمارے بت کچہ عیسی عم سی بہتر نہین ہین اور عیسی عم جو معبود نصارا کی ہین اگر اس آیت کی حکم سی دوزخ مین جاوین گی تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بہی اونکے ساتھہ رہین اس مقام مین فرمایا ہی کہ مَا ضَرَبُوْہُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہہ بحث

سوال مولانا محمد [illegible] صاحب نے جو جواب دیا ہے فتوا کی سوال مین وہ لکہا جاتا ہی

جواب درکتاب رشاد ہی اذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفينا في الفروع يجب علينا ان نجيب بان مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفينا خطاء يحتمل الصواب

جو کافرون کی تیری ساتھہ کی ہی نہین کی اونہون نی مگر جھگڑی اور ضد اور شرارت
کی رو سی کیونکہ لفظ ما تعبدون کا حضرت مسیح کو شامل نہین ہو سکتا اس لیئے کہ کلمہ
ما کا عقل والون کی لئی نہین ہی جبکی معنی مین مقرر ہی جسکے معنی جو چیز
اور کلمہ من کا عقل والون کے لیئے مقرر ہے جس کے
معنے جو شخص اور یہہ لوگ جانتی ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے
باوجود اسکی صرف ضد اور شرارت سی اور اپنی طریق کی پچھہ کر کی یون کہتے
ہین اور روایت ہی کہ ابن زبعری نی یہہ بحث کیے تھی حضرت نے فرمایا اسکو
کہ افسوس ہے تیری لوچہہ پر کیا اچھا نادان ہی تو اپنے قوم کی زبان سے

ستروان سوال اگر کوی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہوا اور
اون کی بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علما نی اوس حدیث کو صحیح غیر
منسوخ کہا ہو اور اوسی کی موافق عمل کرتی چلی آی ہون اور فقہ کی کتاب
مین بہی مندرج ہو پہر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نی جو امام کا مقلد نہو ضعیف
کہا ہو یا دوسری حدیث اوس کی خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملی تو
اوس حدیث مین کچھہ شبہہ یا خلل ہو گا یا نہین اور اس حدیث کی موافق عمل
کرنی مین کچھہ نقصان ہی یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف
ہے اس بات کی جاننی پر کہ پہلی درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کی فرق
جانی اور وہ فرق یہہ ہی کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہی اس سے
جو صرف محدث ہی اس واسطی کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی
کو اور اونکی معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اونکی جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکھا ہی خوب یاد رکہتا ہو

ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویون کی احوال کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب فن سوال عمل بالحدیث کی بطور مثال کی چند امور مذکور ہونگی اور سب تمام احادیث احکامی کی جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کی مذکور ہی ہر حدیث کو مفصلا جانتا ہو اور اوسی یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بہی یاد رکہتا ہو اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاس کی نکالنی کی بہی رکہتا ہو اور فقیہ اوسکو کہتی ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کی ساتہہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو اوس کے دلیل سے قران شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا قیاس ہی جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہی کہ صرف احادیث کی عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سی جانی یا نجانی جیسا کہ بہت سے محدثون کا یہی حال تہا پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نی جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث کا اوسکو ضعیف کہنا کچہہ معتبر نہین ہی خصوصا جیسی مجتہد امام اعظم رح جنکا زمانہ حضرت کی پیغمبر خدا علیہ السلام کی زمانہ سی بہت نزدیک تہا اور وہ تابعین مین سی اتنی بہت سی حدیثین اونہون نی صحابی سی سنین تہین اور بہت سے تابعین سی جیسا کہ در مختار کی غلطی ہی سو اونہون نی جس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہی اور بعد اونکی ہزارون فقیہون نی بہی جو اس حدیث کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نی فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہون نی بہی اپنی کتابون مین درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اوس حدیث کو دلیل لائی تو اب اہل حدیث

کی صحیح غیر منسوخ ہونی مین کسی طرح کا شک شبہہ نہین رہا پہر انکی بعد کوی ایسی
محدث جو امام سی بہت پیچہی ہیی اور درمیان اونکی اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کی
اٹہہ اٹہہ دس دس واسطی راویون کی بلکہ زیادہ گذری اور اونکا مرتبہ اجتہاد
کا جیسا کہ امام اعظم کا تہا نہتا بلکہ قریب بہی نہ تہا بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ایسا
کمال نہ تہا جیسا کہ فقہای حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا اگر اونہون نی اپنی مذہب کی
رعایت کی راہ سی یا تعصب کی روسی یا اپنی تحقیقات کی لحاظ سی یعنی جن راویون
کی وسیلہ سی اونکو وہ حدیث پہنچی وہ لوگ اونکی نزدیک معتبر نہ تہی اگر اس حدیث
کو ضعیف کہا تو ایسی شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزارون فقہا کی صحیح
کہنی کی مقابل مین اون کی مقلد کی حق مین بلکہ ہر منصف کی نزدیک ہرگز قابل
اعتماد کی اور لایق اعتبار کی نہین ہی اور دوسری بات یہہ ہی کہ جو حدیث فقہ
کی معتبر کتابون مین ہی عمل کی باب مین زیادہ معتبر ہی اوس حدیث سی کہ کتاب حدیث
مین ہی اسواسطی کہ فقہا نی التزام کیا ہی کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہی فقط اوسی
کو فقہ کی کتاب مین درج کر کی ہر مسئلہ پر دلیل لائی ہین اور جو حدیث ضعیف ہی
اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہی کہ فلانی حدیث ضعیف ہی اور اگر کوی حدیث ماول ہی
تو اوسکی تاویل کو دلیل کی ساتہہ بیان کیا ہی اور اگر منسوخ ہی تو اوسکی منسوخیت
کی وجہہ کو لکہا ہی برخلاف محدثون کی کہ انہون نی صرف اسی بات کا التزام کیا
ہی کہ جو حدیث کسی معتبر سی سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا ہر وہ اور کسی طرح کی
ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چہہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ
کر کی مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کی حدیثین بہری ہوی ہین چنانچہ
شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ فارسی کی مقدمہ مین لکہہ دیا ہی جسکا خلاصہ

ہیہ ہی اور امام ہمام نی فتح القدیر میں بکار کر السلام پر ہنی کی مسئلہ میں لکہا ہی ہیہ
کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت مجتہدون اور محدثون
اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبہون نی بالاتفاق اوسکو صحیح غیر
منسوخ لکہا ہوا اور فقہ کی کتابون میں بہی وہ مندرج ہوا کر اور کوئی محدث اوسکو
ضعیف کہی یا دوسری حدیث اس کی مخالف کسی حدیث کے کتاب میں ملی
تو حنفی کی حق میں بلکہ ہر منصف کی نزدیک اوس حدیث سابق میں کچہ
خلل واقع نہوگا اور اوسکی موافق عمل کرنیمیں ہرگز نقصان نہیں **اٹہارون**
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکری مثلا لہو یا پیپ کسی پہوڑی
سی نکلی ہیں جو ابو حنیفہ رح کی مذہب میں ناقض وضو ہی وضو نکری یا کہ کسی مذہب
کی رعایت نکری مثلا ذکر کی چہولی سی ہی جو شافعی رح کی مذہب میں ناقض وضو
ہی وضو نکری بلکہ اگر ایک وقت میں یہہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نکرے
حاصل یہہ ہی کہ جو مذہب حنفی میں نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کری اور جو وضو
ہو اوسکو کبہی نکری اور علماء حنفی سے بغض اور عداوت رکہی اور جو
کوئی ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہی سو ایسی کے پیچہی نماز میں اقتدا
جائز ہی یا نہیں **جواب** ایسی کے پیچہی ہرگز نماز درست نہیں ہی درمختار
فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہی اور حرمین شریفین میں اوسکا درس ہوتا ہی اور
وہان کی علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمین لکہا ہی وَمُخَالِفٌ
كَالشَّافِعِيِّ اِنْ تَيَقَّنَ الْمُرَاعَاةَ لَمْ يُكْرَهْ اَوْ عَدَمَهَا لَمْ يَصِحَّ وَاِنْ
شَكَّ كُرِهَ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلا شافعی تو اوسکا یقین

حال یہ ہے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہی یعنی مثلا جو چیز

کہ حنفی مذہب میں اوسکی ساتھ نماز جایز نہیں ہی اوس کی وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکی پیچھی نماز مکروہ نہیں جیسا کہ مکہ معظمہ میں امام شافعی المذہب کے رعایت کرتی
ہیں اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہیں اور
اگر اوسکی حال میں شک ہو یعنی ایسی شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہی یا نہیں
تو ایسی کی پیچھی نماز مکروہ ہی پہر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہماری مذہب
کی رعایت نکری اوسکی اقتدا درست نہیں تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نہ
کری تو بلا شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سی ہرگز درست نہووی کی اور فتاوی عالمگیری
میں کہ تمام علماء ہندوستان کی نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہی لکھا ہی اَلْاِقْتِدَاءُ
بِالشَّافِعِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَكُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز میں ہے
لَا بَأْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ يَبْغَضْ لِلْحَنَفِيِّ یعنی شافعی المذہب کے
پیچھی اقتدا مضایقہ نہیں اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سی بغض نرکہتا ہو پہر
جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سی بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہیں ہے تو پہر ایسا شخص کہ علمای حنفی سی بغض اور نفرت رکہی ہرگز اوسکے
اقتدا درست نہیں ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرایق میں ہی وَاَمَّا الصَّلٰوةُ
خَلْفَ الشَّافِعِيَّةِ فَمُحَصَّلُ مَا فِي الْمُجْتَبٰى اَنَّهٗ اِذَا كَانَ مُرَاعِيًا لِلشَّرَائِطِ
وَالْاَرْكَانِ عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِيْحٌ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَلَا خُصُوْصِيَّةَ
لِلشَّافِعِيَّةِ بَلِ الصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ مُخَالِفٍ لِلْمَذْهَبِ كَذٰلِكَ جو کوئی
شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کے
جو ہمارے مذہب میں ہیں تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت
نکرتا ہو تو اوس کی اقتدا صحیح نہیں ہے اور یہہ حکم شافعیہ کی تخصیص

خاص نہ ہی بلکہ اسی طرح سی جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا بھی یہی حکم ہی اور مولانا عبد العزیز مرحوم نی زاد نجات کی ۸ صفحہ مین لکھا ہی کہ جو شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکی پیچھی نماز جائز نہین

اکتیسوان سوال

سوای صحاح ستہ کی اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ اور موطای امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت و جماعت اور محدثین کی نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین

جواب اولاً جاننا چاہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی قرآن کی لکھنی اور جمع کرنیکو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نی اپنی سمجھ اور یاد کی موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم و تاخیر مین اختلاف تھا پھر بعد حضرت کی سب صحابیون نی اتفاق کرکی ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الٰہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ رہا بخلاف احادیث کی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی نہ لوگون کو جمع کرنیکو حکم فرمایا اور نہ صحابہ نی ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکی بہت پیچھی لوگون نی کہ بعضے اون کی فاضل تھی اور بعضی صرف لکھنی جانتی تھی الگ الگ اونہون نے اپنی یاد کی موافق اور جیسے جسقدر لوگون سی سنا ایک جگہہ جمع کرکے ایک کتاب بنای سو اس لئی احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سی صحاح ستہ جو حدیث کی چھہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اون کی آپس مین بھی بہت اختلاف ہے اور اون مین سب قول اور فعل حضرت کی جمع نہین ہین بلکہ ان چھہ کتابون کی سوا بہت سے کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چھہ کتابین معتبر ہین ویسی

باتون مین سی کا اختیار کرنا چاہی اور جو کوی ان چارون ... کو بھی بخیال ... اونکی بزرگی کو بدعت کہی وہ خود گمراہ ہی اور دوسرون کا گمراہ کرنیوالا اور ایسون نی گمراہ کیا ہی لوگون کو اور خود بھی بہکی ... یہ جواب لکھا محمد صدر ...

دہی جسقدر ہین جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور تصنیف امام محمد اور
آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اس قدر جاننا بہت ضرور
ہی کہ یہہ جو چہہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتی ہین ایا اون مین سب حدیثین صحیح نہین
ہین بلکہ انہین حدیثین ضعیف اور معلول بہی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نی شرح مشکوۃ فارسی کی مقدمہ مین لکہا ہی اور امام ابن ہمام نی فتح القدیر
مین تکرار کر بسم اللہ پڑہنی کی مسئلہ مین لکہہ دیا ہی اور عبارت فتح القدیر کے
یہہ ہی لَيْسَ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ فِيْ جَهْرِ التَّسْمِيَةِ اِلَّا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ عِنْدَ
اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلِهٰذَا اَعْرَضَ عَنْهُ اَرْبَابُ الْمَسَانِيْدِ الْمَشْهُوْرَةِ فَلَمْ يُخَرِّجُوْا
شَيْئًا مِنْهَا مَعَ اشْتِمَالِ كُتُبِهِمْ عَلَى اَحَادِيْثَ ضَعِيْفَةٍ **بیسوان**
سوال حدیث مین آیا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ میری امت
مین تہتر فرقہ ہونگی اون مین سی بہتر ناری اور ایک ناجی اس سی معلوم ہوا کہ ہر فرقہ
محمدی کہلاوی گا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹہیراویگا
سو اب اوسکی کیا وجہ ہی کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک
اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق عمل کرنیکا دعوی
رکہتا ہی **جواب** پہلی جاننا چاہئی کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقی اون کے
موافق قران اور حدیث سی دلیل لاتی ہین اور اپنی خیال مین ادسی پر عمل کرتی
ہین باوجود اس بات کی ایک گروہ اسمین سی سنت وجماعت کا ناجی اور باقی
بہتر جہنمی انکا سبب یہہ ہی کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہہ ہی کہ جو بات
ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتی ہین اگرچہ اوس کے حقیقت
ٹہیک عقل مین نہ آوی بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوس کے

۴۲

[Marginal annotations, partly illegible:] ... تلفیق بین المذاہب ... قال الحنفیۃ ... اتباع الائمۃ الاربعۃ ... العلماء ... الاجماع ...

جو کرتی تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہیں کرتی سنت کا اتباع اپنے اوپر
لازم اور واجب جانتی ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کریں اوسکو بجان ودل قبول کرتی ہیں اگرچہ اجماع اونکا کسی کے عقل
یا خواہش کی برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہوں
کی جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث میں آیا ہے
اگر اونکی عقل کی موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلد لیتے اوسکو قبول کر
لیتے ہیں اور اگر مخالف ہوا تو قرآن و حدیث کے تاویل کرتے ہیں ہرگز نہ اوپر
اعتقاد کرتے نہ عمل میں لاتے بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی
اعتقاد اور عمل رکھتے ہیں اور ادہر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی
حیلہ اور فریب سے جو دلیل لاتے ہیں اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہیں جو
اونکی عقل اور خواہش کی موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوس کی تاویل
کرتے ہیں اور کبھی اہل اجماع پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور خلاف پر اوس کے
دلیلیں ضعیف ہوں یا قوی ظاہر ہوں یا تاویل سے ہوں گذرانتے ہیں اسی
واسطے اہل سنت وجماعت اون لوگوں کو اہل ہوا کہتے ہیں یعنی خواہش نفسانی
کی پیروی کرنیوالے چنانچہ رافضیوں نے نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم
انی شئتم ایہ قرآن کی معنوں میں خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے
بہکانے سے سیاق و سباق کلام اللہ پر لحاظ نکر کے اندہے پن کی حکم کیا کہ عورت
کے دبر میں بھی دخول کرنا جائز ہے اور معتزلہ نے عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکے
عقل میں نہ آئی باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمیں وارد ہیں منکر ہو کہنے

اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قایل ہوی اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر
چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوس کی دریافت سی عاجز ہی اور قوم رافضی حضرت ابو
بکر رض کو خلیفہ برحق نہیں جانتی ہیں باوجود اسکی کہ تمام صحابی کا اونکی خلافت
پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کی مطابق نہتہا اس اجماع کو نہیں مانتے
ہیں اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کی بانی اور مددگار تہی اون کو
برا جانتی ہیں اور یہ کہتی ہیں الغرض سوای اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل
حق یہی ہی اور فرقون نی شرع کی احکام میں اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا
اسواسطی وہ جہنمی ہوی نعوذ باللہ منہا اور جنہی لوگون نی سنت اور جماعت
کی پیروی کی اس لئی وہ جنتی ہوی اللہم ثبتنا معہم فی الدنیا والاخرۃ

البیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال ایسا ان لوگون
کا سا ہووی یعنی اپنی عقل اور اپنی سمجہہ اور اپنی خواہش کو مسایل شرعیہ مین
دخل دیوین اور مجتہدین سلف کے تقلید اور پیروی نکرین اور علما کی اجماع
کو بلکہ تمام اہل اسلام کی اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجہین اور سواد اعظم
یعنی بڑے جماعت کے اتبعت نکرین بلکہ اپنی رای پر چلین اور اوسکو رواج
دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کی موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوس کی تاویل کرین مثلا جب وہ قوم کہین
کہ عمل ہمارا قران اور حدیث پر ہی تب اونکی کہا جاوی کہ بہت سے حدیثون
مین صاف آیا ہی کہ مسلمانون کی اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوس کے
ہرگز عمل مین نلاو بلکہ یون ہی آیا ہی کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑے
جماعت ہون آدمی کو لازم ہی کہ تو جو اوس کی خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا

45

جیسا کہ یہہ حدیث مشکوۃ شریف کی باب الاعتصام کی ۲۳ صفحہ میں موجود ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا
یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ روایت ہی ابن عمر سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی بیشک اللہ جمع نہین کریگا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتہہ ہے
جماعت پر اور جو کوی جدا ہوا وہ سی جا پڑا دوزخ مین وَعَنْہُ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ ابن ماجہ اور انہین ابن عمر رض
سی روایت ہی پیروی کرو بڑی جماعت کے سو مقرر لوگ ہی کہ جو جدا ہوا جماعت
سی وہ گر پڑا آگ مین وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ
رواہ احمد روایت ہی ابی ذر رض سی کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نی کہ جسنی جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بہر پس تحقیق نکالی اوسنی ڈوری اسلام کے
اپنی گردن سی پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا نہو
بلکہ اکثر علماؤن نی یون لکہا ہے کہ اس زمانی مین اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچی تو
بہی اوسپر لازم ہی کہ ایک طریقہ ان چار مذہبوں سی اختیار کرلی ان چار کے
خلاف نکری اور کوی نیا مذہب نکالی اور کسی مذہب کے پیروی سوا ان کی نکرے
چنانچہ اگلی سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سی علمای حرمین شریفین سے کے
اور فتوی سی مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی
کی اور اشباہ ونظایر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم
اوسپر کیوں نہین عمل کرتی ہو ت اس کی جواب مین کہی جیسے تہا دین

کبھی اوس حدیث کی تاویل کریں کبھی اجماع پر طعن کریں اور کہیں کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہیں تو کیا یہہ سب بھی درست ہوجاویگا نعوذ باللہ منہم کہاں افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہاں اجماع علما الغرض علما کی اجماع کو ایسی ایسی افعال مشرکین اور جہال کی ساتھہ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علما کی اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراویں اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہیں اور کبھی حدیث کی معنی اور کچھہ اپنی دل سے ٹہیرا کر کے عوام کو بہکاویں دوسرے مثال یہہ کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمانوں میں فتنہ اور فساد ڈالے اور اون کی جماعت میں تفرقہ کرواوے تو اوسکو قتل کرو وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلی سوالات کی جواب میں مذکور ہوئی سو تم مسلمانوں کی گروہ میں فساد اور تفرقہ کیوں ڈالتے ہو اور اللہ تعالی نے تو منافقوں کی حال میں یوں فرمایا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگوں میں فساد نہ ڈالو یہہ بہت برا کام ہے تو اوسکی جواب میں یوں تقریر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق چلتے ہیں اور دوسروں کو چلاتے ہیں اور کہیں کہ ہم تو سنوارتے ہیں اور منافقوں کی طرح اس آیت کی مضمون کو بیان کرتے ہیں قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ تو اس گروہ کی یوں کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ اماموں کو اور اون کی مقلدوں کو خصوصا مقلدوں کو امام اعظم رح کی سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے ہیں سو یہہ جھوٹے ہیں اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنے مقرر وہی فساد ڈالتے ہیں مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کی سبب سے غور نہیں کرتے

اور نہ باز آوی تو اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق گذر
ہوا ہی بدعت شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی اور رافضی
کی اور اقوال اور افعال مین مانند بہت فرقہ ضالہ اور گمراہ کی اور گفتگو اور
سوالات اور جوابات مین مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ بر حسب سوال کی اور اللہ اعلم ہی اون کے
حقیقت حال سی بی شک وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کی احوال اور
اعمال کی رو سی بدعت اور ہوا مین پڑی ہوی ہین اور بہت سی فرقہ ضالہ و
مضلہ کی مانند اقوال اور افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانیوالی ہین
اور مشرکون اور منافقون کی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنیوالی ہین سابق
اسکی جوابون مین دلیلین اونکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے
مذکور ہوچکی ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہی بلکہ جسکو ذرا سا بھی
علم اور اوسکی دل مین انصاف ہی تو اوسپر ظاہر وباہر ہی نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ
شُرُورِ اَنْفُسِہِمْ وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِہِمْ وَمِنْ قَبِیْحَاتِ اَقْوَالِہِمْ
وَقَبَائِحِ اَحْوَالِہِمْ وَشَنَائِعِ اَفْعَالِہِمْ

بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق عمل کرنا ان
چار مذہبون مین سی ایک کے تقلید اور پیروی کرنیسی جو تمام اہل اسلام کے
ملکون مین محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہی یا اون
کی خلاف نیا مذہب نکالنی سی اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہی
یا نہین **جواب** یہہ چار مذہب جو مشہور ہین انمین سی ایک کی پیروی
کرنی سی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہی یا اور کسیکو اونکی تقلید پر انکار درست نہین ہی تنویر
مین علماء الحرمین المعظمین نزاد یا الرشد فا کی کتاب تحسین وفریدی منقول ہے
فابو حنیفة ومالك وشافعی واحمد کل واحد
منهم من اهل ذکر الذین فحب سؤالهم واتباعهم لمن لم
یصل الی درجة النظر والاستدلال فاذا عمل احد من
المقلدین فی طهارته او صلاته او فی شیء مما یجری به التکلیف
بقول واحد منهم مقلدا له فقد ادی ما علیه ولیس لاحد
ممن هو فی درجة التقلید والاجتهاد الانکار علیه خلاصہ اسکا
یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمین سے ایسے
عالم ہین کہ جنسی دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کی مرتبہ کو نہین پہنچا ہی پہر جب کوے
مقلدین پیروی کری انمین سی ایک کے اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی
امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اسپر اور نہین پہنچتا ہی کسیکو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسی شخص پر اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے مایة المسایل
کے ۱۰۶ صفحہ مین مسایل کے جواب مین لکہا ہی اسکا ترجمہ یہہ ہے چارون
مذہب بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی
سنت کی ہی کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کے جہت سے
ہی اور صحابہ کی پیروی کرنی مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم
اهتدیتم وارد ہی یعنی صحابہ میری تارون کی مانند مین تم جنکی اقتدا کرو
گی ہدایت پاوگی یا اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے

ہی اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سی یعنی مضبوط دلیلون سے ثابت ہی پس پیروی ان مذہبون کی حقیقت مین پیروی نص کے ہی اور اختلاف ان مذہبون کا اس سبب سے بہی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوی اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہہ حدیث ہی کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہی کوی تم مین سی عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پہر بعضون نے اون مین سی راہ مین نماز پڑہ لی یہہ سمجہہ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سی منظور یہی تہا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہہ کہ وقت آی پر بہی نماز نہ پڑہین اور بعضون نے حدیث کی ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئی پہر حضرت نے یہہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جایز ہوا اور یہی صورت ہی چارون مذہبون کی اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اسی کتاب مین ہی ہرگز اُن کی مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہی ظاہر اور باطن کی اعتبار سی پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہی اور باعث عذاب کا اور یہہ عبارت بہی اوسمین ہی فرض و نفل سے نماز اون کے مقلدون کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چہوڑے جاوی گی کیونکہ تقلید اونہون کی تقلید سنت کی ہی اور دلیلین اوسکی بہت کتابون سے کی مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی

تیسوان سوال اس زمانے مین ان چار مذہبون کو چہوڑ کر پانچون طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہی یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علماء کا ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کی سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصا ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بہت

سی عوام لوگون کو بلکہ خواص کو شک او تردد اور تہلکہ مین ڈالتا ہی اور

اس جہت سی شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہی اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا

ہی اس لیے اس زمانے مین نیا مذہب اپنی طرف نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل

اور حرام ہی چنانچہ اکثر علما دیندار اور فضلا نیک کردار نی اسکو اپنی کتابون

مین لکہا ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہی اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِ

مِنْ تَقْلِیْدِ اَعْیَانِ الصَّحَابَۃِ رضی اللہ عنہم بَلْ عَلَیْہِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِیْنَ سَبَرُوْا وَوَضَعُوْا

وَنَقَّحُوْا وَجَمَعُوْا وَعَلَیْہِ بَنٰی اِبْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِیْدِ غَیْرِ الْاَرْبَعَۃِ

لِاَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَدُمْ فِیْ غَیْرِہِمْ اتفاق کیا محققون نی منع کرنی پر عوام کو تقلید

کرنی سی صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی ان مجتہدون کی جنہون نی

علم فقہ کو جمع او تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح

نی بنا کیا کہ سوائی ان چار امامون کی اور کسی کی تقلید منع کی جاوی کی اس واسطی

کہ یہہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہی وَمَا

خَالَفَ الْاَئِمَّۃَ الْاَرْبَعَۃَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِی التَّحْرِیْرِ اَنَّ

الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْہَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَۃِ لِاِنْضِبَاطِ

مَذَاہِبِہِمْ وَکَثْرَۃِ اَتْبَاعِہِمْ اور جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کی قول کا

سو وہ اجماع کا مخالف ہی او تصریح کیا ہی امام ابن ہمام نی تحریر مین کہ تمام علما

کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنی پر اوس مذہب کے جو مخالف ہے ان چار امامون کی اسواسطی

کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور انکی پیروی کرنیوالی بڑے

بڑی جماعت ہین یعنی ان امامون کی مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ

۵۰

ہیں اور سواد اعظم کی تبعیت کرینگے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جو فرمایا ہے تو پھر اس سے معلوم ہوا کہ جسنے ان چار اماموں سے کسی ایک کی پیروی نہیں کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا مخالف بنا اور اونکے فرمانے کے موجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت کے پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم میں اور نہایۃ المراد میں لکھا ہے وَفِي زَمَانِنَا هٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ اَيْضًا قَالَ الْمُنَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَلَا يَجُوزُ الْيَوْمَ تَقْلِيدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ فِي قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہمارے اس زمانہ میں منحصر ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار میں سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہیں ہے اور کہا ہے مناوی نے جامع صغیر کے شرح میں جایز نہیں ہے اس زمانہ میں تقلید کرنی سوای ان چار اماموں کی نہ تو قضا میں نہ فتوی میں یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کی مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جایز ہے فتوا دینا اور تفسیر احمدی میں ہے قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا يَجُوزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ بیشبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہیں جایز ہے مگر ان چار اماموں میں سے ایک کی پھر جایز نہیں ہے پیروی کرنی اوس شخص کی جو اس زمانہ میں نیا مجتہد ہو اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا



اور اوسی تفسیر احمدی مین لکہا ہی وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ
فِي الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِيٌّ وَقَبُولِيَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى
لَا مَجَالَ فِيْهِ لِلتَّوْجِيْهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ اور انصاف یہہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون
کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہہ فضل ہے اللہ تعا
کا اور مقبولیت ہی اسکی پہر اس بات مین دلیل اور توجیہہ کو کچہہ دخل نہین ہے
اور شرح سفر السعادت کی ۵۳ صفحہ مین جو لکہا ہی اوسکا خلاصہ یہہ ہی کہ دین
کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکی اصحاب کیے
روایتون کو چن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کرکی تحقیق اور
تاویل فرماکی آپس مین اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانی کی وہ قوت اور طاقت کہان ہی کہ یہہ
کام اون کی ہاتہہ سی نکلی اکی راہ یہی ہی کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور
اونکی طریقی پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضی علمانی مولانا شاہ عبد العزیز قدس
سرہ کی روایت سی یون لکہا ہی کہ چارون مجتہدون نی جو فرمایا ہی کہ جو کوئی
ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کی پاوی تو چاہی کہ وہ حدیث پر عمل کرے
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہی تو یہہ کہنا اونکا ان کی زمانی سی علاقہ رکہتا ہے
کیونکہ ان کی بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اس لئی بعد انکی جتنی علما گذرے
باوجودیکہ ان کو مسایل کی نکالنی کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا
علم اور فقیہون کی اختلاف کی شناسائی حاصل تہے پہر بہی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلی اسی واسطی کہ جیسی سمجہہ کی مضبوطی اور غور کے قوت اور دل کے
ستہرائی اور قلب کے روشنے اور بی طمعی اور نیت کے درستی اور خواہش

نقصان بہی دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی توجیہ کا قدیم لغتون
کی موافق اون مجتہدون مین تہی اپنی ذات مین اونہون نی تنہائی اور ویسی
تحقیقات اور تلاش اور قوت مسایل کی نکالنی کی اونہین حاصل ہوئی اور
مسائون کی نادرست اور درست کرتین کوی دوسری راہ سوا اون لوگون
کی مقرر کی ہوی میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد سے حرام ہوئی اور چارون امامون
کی تقلید کی واجب ٹہیر جانی پہ اور اللہ تعالے اونپر رحمت کری کہ اچہی
طریقی اور مضبوط راہ پہ چلی کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی مین اونمین
سی ایک یہہ ہی کہ لوگون کی سرشت مین یہہ بات ہی کہ ہر شخص اپنی سمجہہ پر
نازان ہوتا ہے اور دوسرے کی کمال کو اگرچہ مجملا اسپر اعتقاد رکہتا ہو
پہر بہی بسبب اسکی کہ اوسکی دل مین ایک بات ٹہیر رہی ہی اچہی بات کو بہی
ان کی قبول نہین کرتا پہر اپنی برابر کی لوگون کی قول کا تو کیا ٹہکانا ایسی
صورت مین اگر کوی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کرکی خلاف اگلون کے
احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کی موافق
ایک نئی راہ پر چلنی لگتا اسمین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت
شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کی مقدمہ مین باقی نرہتی اور
ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک
چار مذہب یہ لوگ مضبوط نہین ہوی تہی اور اونکی پیروی اختیار نہین کے
تہی ستر اور کئی فرقی ہو گئی تہی اور اونکی تابعدار باقی رہ گئی مگر بعد اسکے
جب عالمون نی ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اونکی موافق احکام
کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹہیرایا تب

ان چارون کے سوا دوسرا اپنا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نہ نکالا ہو تو بسبب
اجماع علماء دین دار کے اور عدوی بادشاہ دین پناہ کی جاری اور رواج ہونے نے
پایا خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کی ہی
وَالحَاصِلُ اَنَّهُ لَا یَنبَغِی لِعَاقِلٍ اَن یَّختَارَ فِی الدِّینِ طَرِیقَةً اِلَّا مَا ارتَضَاهَا
السَّلَفُ وَالخَلَفُ وَتَوَاتَرَت رِوَایَتُهُ وَحَصَلَ الاِجمَاعُ فِی کُلِّ
عَصرٍ عَلٰی حَقِّیَّتِهٖ ذٰلِکَ وَلَم یُوجَد مُتَّصِفًا کَذٰلِکَ اِلَّا مَا اَجمَعَ
عَلَیهِ العُلَمَاءُ مِن حَقِّیَّةِ المَذَاهِبِ الاَربَعَةِ عَصرًا بَعدَ عَصرٍ
وَتَلَقَّتهُمُ الاُمَّةُ بِالقَبُولِ وَاَمَّا مَا لَم یُنقَل مُتَوَاتِرًا وَلَم یُجمَع
عَلٰی حَقِّیَّتِهٖ وَلَم تَتَلَقَّهُ الاُمَّةُ کُلُّهَا بِالقَبُولِ فَلَا یُلتَفَتُ اِلَیهِ
وَلَا یُعَوَّلُ عَلَیهِ حاصل یہہ ہی کہ لایق نہین ہی کسی عاقل کو کہ اختیار کرے
دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلی علما اور پچھلی فضلا نے
اور روایت اوسکی تواتر سی نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے
ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب
کو سب علمائی انکی حقیت پر اجماع کیا ہی اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہی اور جو مذہب
کہ تواتر سی منقول نہین ہی اور علمائی بہی اوس کے حقیت پر اجماع نہین
کیا نہی اور سب مسلمانون نی بہی اوسکو قبول نہین کیا ہی تو اوس کے طرف التفات
اور اوس پر اعتماد کیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کی قابل نہین **چوبیسوان سوال** جو
کوئی اجتہاد کا رتبہ نہ رکہتا ہو اوسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار
مجتہدون مشہورون مین سی پیروی کری یا اوسکو جائز ہی کہ قران اور
حدیث مین جیسا پاوی ویسا عمل کری **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنے

لیکی امام مجتہد کے اوپر واجب ہی اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل
کرنا موافق اپنے سمجہہ کے درست نہین لیکن یہہ معلوم کرلینا ضرور ہے
کہ مراد مجتہد سی وہ شخص ہی کہ جس سے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا اور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہوا اور اوسکا مذہب
نقل تواتر سے منقول ہو سو ایسی یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل
مشرق اور مغرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا ان کی اجتہاد پر اجماع
ہی اور بہت سی علمای کرام اور اولیای عظام کہ ان کی بعد گذرے انہیں
چار مین سی ایک کی تقلید مین گذر گئی اور اونکی سوا اور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علما کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہی اور نہ کسی کا مذہب تواتر
سے مروی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین سوال سابق
کے مذکور ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے جاہل
یا بعضی فاضل خوشامدی یا بعضی مرید یا شاگرد معتقد ہے یا اپنے زعم
سی اوسکو مجتہد کہتی ہون تو ایسی کی تقلید ہرگز جایز نہین ہی دلیل اس
حکم کی بہت سی کتابون مین لکہی ہی اختصار کی واسطی چند کتابین لکہا جاتا
کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی اَلْعَامِیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَہُ اَنْ
یَاْخُذَ بِظَاہِرِہٖ لِجَوَازِ اَنْ یَکُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ
الْفَتْوٰی یعنی عامی جب سنی کسی حدیث کو تو جایز نہین ہی کہ اس حدیث کے
ظاہر سے جو سمجہا جاوی اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اسکے
مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کی یعنی حکم مجتہد کے کہ یہہ شبہ اور گمان
وہان نہین ہی اس واسطی کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے اور اسے

کفایہ کی کتاب الصوم مین ہی اِنَّ الْمُفْتِیَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یُؤْخَذُ مِنْهُ الْفِقْهُ وَیُعْتَمَدُ عَلَیْهِ فِی الْبَلْدَةِ فِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ فَعَلَی الْعَامِّیِّ تَقْلِیْدُهٗ وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَأَ فِیْ ذٰلِكَ وَلَا یُعْتَبَرُ بِغَیْرِهٖ هٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی لایق یہی ہی کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس ہی لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتی ہون اور علم فقہ کو سیکھتی ہون اور اوس شہر مین اوسکی فتوی پر اعتماد رکھتی ہون اور مفتی جب اس طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا ہی کرے اور عامی اوسکی پیروی کی سوا اور کچھ اعتبار نکری یعنی جو مفتی اس طرح کا نہو تو اوسکے پیروی نکریے روایت کیا اس بات کو حسن نے امام ابو حنیفہ ہی اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشر نے ابی یوسف سے اور تقریر شرح تحریر مین ہی لَیْسَ لِلْعَامِّیِّ الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِهٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْهِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِیْ حَقِّهٖ اِلٰی مَعْرِفَةِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِهَا وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوْخِهَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْهِ یعنی عامی کو حدیث کی ظاہر کی موافق عمل کرنا درست نہین ہی شاید اوسکی ظاہر معنی مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطی کہ اوس عامی کو معلوم نہین ہی کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کرکی کسی حدیث پر عمل کری تو اوسپر جو واجب ہے اوسکو چھوڑنیوالا ہوا یعنی اس واسطی کہ اللہ تعالی نے

55

فرمایا ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو امور دینے
کو جانتی والون سے اگر تم نہیں جانتی اور تحریر میں ابن ہمام کی اور تیسیر شرح میں اوسکے
اَلْاِیْجَابُ عَلٰی غَیْرِ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُهٗ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ التَّقْلِیْدُ وَاِنْ کَانَ
مُجْتَهِدًا فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِیَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو کوئی مجتہد
مستقل نہو اگرچہ بعضی مسائل فقہیہ میں یا بعضی علم میں وہ اجتہاد کی طاقت
رکہتا ہو تو اوسکو ضروری ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور ارشاد میں ہی اَلْفَتْوٰی
فِیْ حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِیْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکہتا ہی
مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیساکہ مجتہد پر اپنی اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہی اور مولانا
عبدالعزیز مرحوم نے تفسیر میں سورہ بقرکی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر مین لکہا
ہی کہ کسانیکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند ازان جملہ مجتہدین
شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است
بر عوام زیراکہ فہم اسرار شریعت ودقایق طریقت ایشان را میسر است فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی جن لوگون کی اطاعت خدا کی حکم سے
فرض ہی وہ چہ گروہ ہین اونمین سی ایک گروہ شریعت کی مجتہد اور طریقت
کی مشایخ ہین کہ حکم انکا بہی بطریق واجب مخیر کی لازم ہی عوام امت پر اسواسطی
کہ شریعت کی اسرار اور طریقت کی اطوار انکو معلوم ہین جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا
ہی سوال کرو شریعت کی احکام کو عالمون سی اگر نہین جانتی ہو تم اور مولانا
شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت کی ۲۸ صفحہ مین لکہا ہی چون وحدت
وجہ در مذہب سیر ارباب اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح
مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را بگذارد وعمل بحدیث کند باز رسد





درینجا اختلافی در روش پیشینیان و پسینیان رفته گویند که مقتدای حقیقی پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم است و دیگران همه تابع وی اند پس چون بیقین معلوم شود که او فرموده است در پی دیگری رفتن معقول نبود و این طریقه متقدمان است اما درین روزگار پس این کار صورت نه بندد وجه مجتهدان دین احادیث و آثار را تتبع نموده و ناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساخته و تحقیق و تاویل فرموده و تطبیق و توفیق میان آنها داده مذهبی قرار داده اند عوام مسلمانان را بلکه علمای ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجاست که این کار از دست ایشان آید ایشان را جز متابعت مجتهدان کردن و در پی ایشان رفتن سبیلی بود و حاصل

اس خلاصہ کا یہہ ہے کہ جب اجماع سے علما کی یہہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا ضروری تو پھر تابع کو کسی مجتہد کی پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب کی خلاف اوسکی نظر مین گذرے تو اپنی مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہین تو اس مین درمیان متقدمین اور متاخرین کی اختلاف ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشوای حقیقی تو پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ہین اور دوسرے سب تابع اونکی پھر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہہ کلام حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم کا ہے تو پھر دوسری کی پیروی کرنی معقول نہین ہے لیکن اس زمانہ مین یہہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دین کی مجتہدون نے پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کے حدیثون کو اور اونکی اصحاب کے حکمون کو جستجو کرکے ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا اور پھر اونکی آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے۔

عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کی عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے
کہ یہ کام انکی ہاتون سی نکلی اون کی راہ یہی ہی کہ مجتہدون مین سی ایک کے
پیروی کرین اور اوسکی طریقہ پر چلین سوا اسکی اور کچہہ تدبیر اور سبیل نہین
ہی یعنی اس زمانی کی لوگون کو اس قدر لیاقت نہین ہی کہ اپنی تحقیق سے
ناسخ کو منسوخ سی تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث
مجمل کے تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح
دین اسواسطی کسیکو جائز نہین ہی کہ حدیث مین جو پاوی ویسا عمل مین لاوی
بلکہ یہی فرض ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کری اور اپنی سمجہہ کی موافق قران
اور حدیث پر عمل نکری اور فتوی مین علما حرمین شریفین کی لکہا ہے
اَلْاِجْمَاعُ قَدْ حَصَلَ عَلٰی حَقِیَّۃِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ وَتَخَلُّفِ
ذٰلِکَ فِیْمَا سِوَاھَا وَاَنَّ الْاُمَّۃَ جَمِیْعَھَا قَدْ تَلَقَّتِ الْمَذَاھِبَ
الْاَرْبَعَۃَ بِالْقُبُوْلِ وَلَمْ یَحْصُلْ ذٰلِکَ لِغَیْرِھَا وَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَلٰی مَنْ لَّمْ یَعْلَمْ طُرُقَ الْاِجْتِھَادِ وَلَمْ یَعْلَمْ مَا کَانَ
عَلَیْہِ الصَّدْرُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّحَابَۃِ مِنْ اٰتِیْ اِلَیْھِمْ وَاَمْثَالِھِمْ
اَنْ یَّسْاَلَ وَلَا یَعْمَلَ اِلَّا بِمَا یُفْتِیْہِ الْمُفْتِیْ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ
لِعَدَمِ الْحُجَّۃِ فِیْمَنْ سِوَاھُمْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ
اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اجماع علما کا حق ہونی پر ان چار مذہب کی ثابت ہوا
ہی اور ان چار کی سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نی
ان چارون کو قبول کیا ہی اور انکی غیر کو قبول نہین کیا اور بیشک خدا نے
تعالی نی اس شخص پر کہ اجتہاد کی طریق کو نجانی اور جو کچہہ صحابہ سے نے

فرمایا ہی اور کیا ہی اوسکو بہی بجا لانی بہی واجب کیا ہی کہ شرعی حکموں کو سوال کری اور عمل کری مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوی کوئی مفتی مذہب ایک امام کی انہیں چارون اماموں سی کیونکہ ویسی شخص کے حق مین سوا اسکی اور کچہہ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالے نی پہر سوال کرو اہل علم سی اگر تم نہین جانتی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کی ۱۸ صفحہ مین لکہا ہے گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث دادہ اند تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جائز نیست در وی تقلید زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند انرا بخاری و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرایط راوی از حکم کردن بخاری و مسلم بآن جزم نمی توان کرد چہ جائز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ بتحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما و صواب دید ایشان باشد و ہمچنین در شروط صحت و ضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا راجح آید بر ان و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین و اکابر سلف است و چون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودہ پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد و الزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نی کہا ہی کہ محدثون نی جو ترتیب دی ہی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابون سی اور یہہ دو نو مقدم ہین اور کتابون پر تو یہہ کہنا

١٦٥

اور کہنا اونکی گمان سی ہی اور دعوی بلا دلیل ہی اور کسی مجتہد کی مقلد کو اس
بات کی پیروی کرنی درست نہین ہی اسواسطی کہ ان دونون کتابون کا
صحیح ہونا نہین ہی مگر اس لحاظ سی کہ بخارے اور مسلم نے جن شرطون کو
کہ راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تلاش کہین موافق ان
حدیثون کی راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہی اس بات مین
کہ بخاری اور مسلم کے کہتی سی کہ وہ سب شرطین ان راویون مین مجتمع تہین یقین
ہی نہین ہو سکتا ہی کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہی کہ حقیقت مین
ویسا نہو کیونکہ ہو سکتا ہی کہ کسی راوی کی ظاہر حال کو دیکہ کر اونہون نے
مثلا عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اس لئی کہ مسلم
نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سی روایت کی ہی کہ ان راویون مین کچہ
خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخارے کا بہی حال ہے تو اب اعتماد
راویون کی احوال مین علمای مجتہدین کی فرمانی پر ہے اور اسی طرح حدیث
کی صحیح ہونی مین اور ضعیف ہونی مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہی کہ جسکو اوسکی امام نی معتمد کہا
ہو اور اوسکی حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکی امام نے صحیح
فرمایا ہو تو پہر جائز ہی کہ کوئی حدیث سوای ان دو کتابون کی اور کسی
کتاب مین ہو جو اوسکی امام کی نزدیک صحیح اور معتبر ہو ان کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سی سو خلاصہ
اس کلام کا یہہ ہی کہ ہر حدیث کی صحیح ہونی مین مجتہدون کی قول پہ
اعتماد ہے مقلدون کی نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پہر اوسکے

امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوس کی حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کی قول پر اعتماد نہین تو پہر جب کسی مجتہد نے کوی حدیث قبول
کرے اور اوس پر عمل فرمایا تو پہر حدیث اون محدثون سے کے جو لوکون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جایز نہین ہے اور مجتہد کو الزام
دینا محدثث کے قول سے محض بیجا اور دعوی بی دلیل یعنی جب کسی مجتہد نے ایک
حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا تو اب اوسکی مقابل مین
اور کسی حدیث سی جسکو کسی محدث نی روایت کیا ہو اعتراض کرنا جایز نہین
اور اوس حدیث کو چہوڑنا اور اوس مجتہد کے تقلید سے پہرنا اور اوس
کے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر
السعادت کی ۳۳ صفحہ مین ہی نزد قدمای ائمہ مجتہدین وکبرای الشان علمے
وافر از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علمای متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطہ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان بدل
کرد بر طبق کلامی کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافتہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ اکلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز اونمین بڑے کامل تہے یعنی حدیثون کا احاطہ
اور تلاش مین اور ہر حدیث کی حال دریافت کرتمین جس قدر ان چار امامون
کو علم اور امتیاز تہا ان محدثون مشہورون کی نہین ہاں قدر نہ تو علم تہا نہ امتیاز
تہا تو پہر ان مجتہدونکو الزام دینا جایز نہین ہے قول سے ان محدثون
کی اور حکم کرنے سے اون جماعت کی یعنی محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے

اور ان کی جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہو سکتا
ہی اور محدثون کی قول کے اعتبار سے مجتہدون کے تقلید سے
پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور
حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہی کہ امام ہمام ابن
ہمام محدث نے کہا ہی کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوی محدث اونکی
مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیون کو تقلید
کرنے اوسکی درست نہین ہی اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنے اوسکی جایز نہین ہی اس واسطے
کہ حدیث کی صحت اور ضعف راویون کی حال کے لحاظ سی ہے
اور بہت سی راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین بعضے
محدثون نے اونکو عادل سمجہا ہے اور بعضے دوسری نے اونہین غیر
عادل ٹہیرایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون سے نے
عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور
اسی طرح جس راوی کو اونہون سے نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کے تلاش مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پہر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکی مخالف جسکو اون سنہو محدثون
سے نے روایت کیا ہی اور اپنی کتابون مین درج کیا ہی تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث سے امام پہ اعتراض کرنا جایز نہین ہی اور اون سے

فرمایا ہے اللہ تعالی نے اما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ

مسئلہ کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنی امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست نہین اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۶ صفحہ مین لکھا ہے آین چہار تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان انہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ و سبیلی نیست و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہم برین مذہب بودہ اند یا ہر کہ از انہا یکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان بر آئین خود اجتہاد سے می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ یہہ چار مجتہد دین کی امام اور ملت اسلام کی پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کے حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کر اور اون سب کے میان موافقت اور مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوٹھا شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے جکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائے پیروی کرنے ان چار امامون مین سے ایک کے اور کچھہ تدبیر نہین ہے طریق بھی شریعت کے علما اور طریقت کے اولیا بھی اسی مذہب پر ہین مگر ان لوگون مین سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا سو خواہ ان چار امامون کی موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۶ صفحہ مین ہے و با لجملہ مذہب حق و طریق وصول بمنزل مقصود و ابواب در آمد خانہ دین این چہار ست ہر کہ بیرون ازین راہ ہا رود در تیہ

دربا اختیار نموده براه دیگر رفتن ودری دیگر کوفتن عبث وبیهوده باشد وکارخانه
عمل را از ضبط وربط بیرون افکند واز راه مصلحت بیرون افتادن است و
اگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد هم از مذهب یا احد مختار روایتی که دلیلش
احسن واقوی وفایده اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر بود اختیار کند وراه
رخصت ومسامحه وحیله اندوزی ترددد واین طریقه متاخرین است وشک نیست
که این طریقه محکم تر ومضبوط تر است ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل
مقصود کی پہنچنے کی راہ اور دین کی گھر میں آنے کا دروازہ یہی چار مذہب
ہی جب کسی نے کہ ان راہوں میں سے ایک راہ کو اور ان دروازوں میں سے
ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پھر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ
میں درآنا بے فائدہ اور بیہودہ ہی اور عمل کی کارخانہ کو انتظام اور رونق
سی بگاڑ دیتا ہی اور دین کی مصلحت اور خوبی سی دور پڑنا ہے اور جو کوئی
چاہی کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے
اختیار کر کے اوس میں جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ
قوی ہو اور فائدہ اوس کا کامل ہو اور احتیاط اوس میں زاید ہو
اوسی کو اختیار کرے اور اوس مذہب میں جو روایت ضعیف ہو یا رخصت
کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی اور فریب سازی اور
فساد پردازی نکرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہی اور شک نہیں ہے
کہ یہہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط وہموار ہی اور آدے
شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ میں ہے قرارداد
علما ومصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین وتحقیق مذہب

است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود از اول تخییر است
ہر کدام را کہ اختیار کند صورت دارد و لیکن بعد از اختیار یکی بجانب دیگر
رفتن بی توہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد
متاخرین علما این است وَهُوَ الْمُخْتَارُ فِیْهِ الْخَیْر اجماع اور اتفاق علما کا اور
صواب دید انکا اس اخیر زمانی مین اس بات پر ہی کہ ہر کوئی ان چار مذہبون مین
سی ایک کو اپنی حق مین معین اور خاص کر لیوی کیونکہ کاروبار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہی ہر شخص ابتدائے
حال مین اپنی مختار ہی کہ جسکو ان چار مذہبون سی چاہی اختیار کر لیے
لیکن ایک کو اختیار کرنی کی بعد پہر دوسری مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سی خالی نہو گا اور عبادات او معاملات کی بابمین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہو گا علمای متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہی اور یہی
بہتر اور مختار ہے اور خیریت او مصلحت اسی مین ہی دوسری بین انہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۴۰ صفحہ مین ہی در اذہان بعضی مردم جا نشین
در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک شرلفیہ اقتدا و
اتباع مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رای و اجتہاد است
و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر در اجتہاد حفظ کتاب
اللہ و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است ولی آن در سنت
نیز و چون قیاس و اجتہادات امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمام است
است این گمان را مجال نبود مانا کہ سبب توزع درین ورطہ آن بود کہ بعض
محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہای کہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح

۶۶

ومتبکوده واننداّن ولایل مذہب خود راتتبع وتخص نموده جمع کرده ودرایجاد
مذہب حنفی براه طعن وجرح رفتنده این باب کوشه تعصبی نخواہد بود واگر ازین
باحنفیه بی کوشه تعصبی نباشند عفا الله عنهم نظر در کتب حنیفه که دره بار عرب تصنیف نبود
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد ومواہب الرحمن کتابی است
درین مذہب شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قران واحادیث
صحیحه بیارد وگفته اند که نزد وی احادیث صحیحه وقبا بود که احادیث مسموعه خود دراو درج
ضبط کرده وگفته اند که مشایخ او که از ایشان استماع حدیث کرده ودر اجماعی
از صحابه که از ایشان شنیده واز تابعین سه صد کس بوده اند وانها که ازوی
مستند کرده اند پانصد کس اند ومجموعه استادوی در علم چهار ہزار کس اند و
جمعی از ابر ترتیب حروف تهجی جمع کرده اند وچون احادیث که امام شافعی ازان تمسک
نموده امام ابوحنیفه بدان تمسک نه نموده مردم گمان کرده اند که مذہب او
مخالف احادیث است وحال انکه درینجا احادیث دیگر است صحیح تر وقوی
تر ازان که بدان اخذ وتمسک نموده واین معنی به تفصیل بیان کرده وانبات
نموده اند ما اگر ازاد کلیم سخن دراز کردد بالفعل ان مباحث موجود است
طالب حق را باید که بدان رجوع کند وفی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول
ومنقول است وما نا که در اغلب اوقات احوال عادت کریمه ان امام ہمام ان
بود که در تفہیم وتبئین مذہب خود بجہت رعایت طبایع عامه خلق که مجبول اند بر
فطابق معقول ومنقول وتایید نقل به عقل اقتصار بر دلیل معقول کردی
وبه قصد تسلیه وتشفیه طباع ایشان در کشف آن می کوشیدی والا اصل تمسک
او از کتاب وسنت واقوال سلف بود وخود صریح گفته که رجوع بکتاب وسنت واجماع وقیاس تمسک کنید حال انکه

٦٨

شرط عمل بیان عدم آن اصول است و دلایل عقلی ایشان در حقیقت برای تایید

و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی بر قیاس را و لابد از احادیث

آنچه موافق بقیاس بود ارجح است نه آنکه قیاس را مقابل نص کرده باشند و نیز

حکم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است

چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت

و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه

وسلم پس از آن از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از

حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وی در زمان امام ابو

حنیفه رح و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و وفور فضل

و کمال مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین

را نیز با نجناب حسد کونه بود و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این

حال است امام شافعی رح را به بینید که چه مدح وی و مدح اصحاب وی می کند و میگوید

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ عِیَالٌ عَلٰی فِقْهِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابو حنیفه

باحادیث و اقوال صحابه است دیگر بر امنیت اصحاب ابو حنیفه رح همه متفق اند که

حدیث هرچند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است

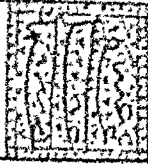
و وی رح تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قیاسه از دست

ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام

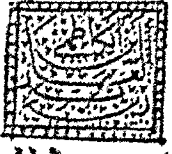
قیاس نیز جز بقیاس موثر عمل نکند و قیاس مناسب و قیاس شبهی و

و قیاس نزد وی همه نزد وی متروک و غیر معمول است و در

چندین مواضع قیاس را باحادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده



اگر ازاں کرگفتم بہ رازی گشتہ دابو حنیفہ تقلید صحابی را در انچہ صحابی باجتہاد خود کرد واجب داند وشافعی گوید ہمہ رجال دیگر رجال ایشان در اجتہاد برابریم دہم مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد نقل است کہ امام ابو حنیفہ رح فرمود کہ عجب از مردم کہ مرامی گویند کہ وی فتوی برای خود میدہد وحال آنکہ من ہرگز فتوی ندہم مگر بانچہ ماثور ومروی است وامام حجت عبد اللہ ابن مبارک کہ از وی رض نقل کردہ کہ گفت انچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبالراس والعین وانچہ از صحابہ رسید نیز اختیار کنیم واز گفتہ ایشان نیز برائیم ولیکن چون چیزی از تابعین بیاید ما وایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم ودر تحقیق حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہہ ہی بعضی لوگون کی گمان مین ہی کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کی موافق ہی اور حدیث کی پیروی اونکی مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کی مذہب کا مدار رای اور اجتہاد پر ہی یہہ کلام محض غلط ہی اور صریح نادانی ہی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکہنا اجتہاد مین شرط ہی اور بغیر ان چیزون کی اجتہاد درست نہین ہے اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدون کی اجتہاد پر مقدم اور سابق ہی اور سب علما اور مجتہدون کی نزدیک ثابت ہی اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر یہہ گمان فاسد کا محل نہین ہی اور سبب اس گمان اور زعم کا یہہ ہے کہ بعضی محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکی مانند تو اپنی مذہب کے دلیلین ڈہونڈہ کر اور حدیثین جو اونکی مذہب کے موافق ہین چنکر جمع کیا ہی اور جو حدیث کہ ابو حنیفہ کی مذہب کے موافق ہی اوسپر طعن اور جرح کیا ہے



اور حقیقت میں بسبب تعصب کے باہر نہ تہا اور اکثر اون لوگوں کی تعصب
اور بغض سے خالی نہیں تہی تو اس صورت میں چاہیئے کہ حنفی مذہب کے
کتابوں میں جو عرب کے ملکوں میں مشہور ہیں نظر کی جاوی تاکہ حقیقت
ظاہر ہو جاوی کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث کی ہے
جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب میں ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکی ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیحہ سے لایا ہے اور منقول
ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابیں حدیث کی تہیں کہ جن
حدیثوں کو اونہوں نے اپنے استادوں سے سنا تہا اون کتابوں
میں درج کیا تہا اور مروی ہی کہ اوستاد سب اونکی جنسی اونہوں نے احادیث
سنی تہیں سوای صحابہ کی تین سو تابعین تہے اور بعض لوگوں نے کہ امام سے
اونکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثوں سی دلیل لاتی ہیں اور امام ابو حنیفہ رح اونسی دلیل نہیں لاتی تو
لوگوں نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کی مخالف ہی اور حال
یہہ ہی کہ ان حدیثوں کی سوا اور بہت سی حدیثیں ہیں کہ اونکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہیں جن حدیثوں سی امام اعظم رح دلیل لاتی
ہیں اور اس بات کو لوگوں نے بالتفصیل بیان کیا ہی اگر ہم اون سب
کو ذکر کریں تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہیں
طالب کو چاہی کہ ان سب حدیثوں کی طرف رجوع لاوی تاکہ ان سب احادیث
مخالف کو دیکہہ کر شک اور شبہہ میں نہ پڑی اور حقیقت میں مذہب حنفی
جامع ہی دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کے

اکثر اوقات مین یون ہتی کہ اپنی مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر
فرمائی اس لئی کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتی ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے
موافق ہو تو اوس پہ خوب اعتقاد نہین لاتی اس جہت سے امام اعظم رحمۃ اللہ لوگون
کی قبولے اور تسلی کی واسطی مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سی ظاہر کرتی ہتی اور حقیقت
مین دلیل امام اعظم کے قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سی ہتے اور یہی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع مین
پایا جاوی تب تک قیاس کے طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب
کسی اتین مین نملی تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کری تو پہر ایسی امام کے طرف
کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہہ ہی کہ عقلی دلیل امام کے حقیقت مین واسطے
ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر ہتی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف
ہوتا ہتا اور ترجیح کسی کے کسی طور پر نہو سکتی ہتی تب امام اعظم جس حدیث
کو دلیل عقلی کے ساتہہ موافق پاتی اوسکو غلبہ دیتی ہتی اور یون نہ ہتا کہ
حدیث کی مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور تیسری بات
یہہ ہی کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلی زمانی مین اور پچہلی زمانہ مین
مختلف ہے بہت سے حدیثین ہین کہ متقدمین کی نزدیک صحیح ہین اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہہ ہو سکتا ہے کہ جتنی راوی کہ درمیان امام
اعظم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین سب مین شرطین صحت
کے جمع ہتین اسواسطی وہ حدیث صحیح ہوئی پہر اون کی زمانی سے کے

بعد راوی سب دوسرے ہوئی اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلی زمانی کی محدثون
کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہیری اس واسطی کہ اون محدثون سی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطی بہت ہوی یعنی راوی سبب اس حدیث کی اون
لوگون اور حضرت کی درمیان اگلی سی زیادہ ہوئی اور اون سب راویون مین
شرطین صحت کے پای نہین گئین اس لئی محدثون نی اوس حدیث کو ضعیف کہا
اپنی زعم کی موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کی پیچہی تہی کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اوس سی لازم نہین آتا ہی کہ امام اعظم کی زمانی مین بہی وہ حدیث ضعیف
تہی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا افضل و عالم تہا اکثر
لوگ اوپر حسد لیجاتی تہی متاخرین شافعیہ کو کیا کہی بلکہ متقدمین کو بہی
اوس جناب کی ساتہہ حسد تہا اور حقیقت تو یہہ ہی کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہی
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہی تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہہ حال ہی اور پیشوا اونکے
امام شافعی رح کو دیکہا چاہی کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور اونکی اصحاب
کی کرتی ہین اور کہتی ہین اَلنَّاسُ عِيَالٌ عَلٰى فِقْهِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی لوگ
اعتماد کرنی والی ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکی اور امام
اعظم کو جس قدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تہی
دوسرے مجتہدون کو نہ تہی اور اصحاب امام ابو حنیفہ کی سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہرچند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح
کا تو یہہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہہ سے نہین
چہوڑتے آخر کو ضرورت کی وقت مین جب کوئی حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جس
بات میں کہ صحابی نے اپنی اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہیں اور شافعی کہتے
ہیں کہ ہم اور صحابی برابر ہیں وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہیں
مجتہد کو تقلید کرنا دوسرے مجتہد کے جایز نہیں ہے اور امام محمد عبد
اللہ ابن مبارک نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ فرمایا ہے امام اعظم رح
نے کہ جو کچھ حدیث میں آیا ہے اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہیں اور جو
کچھ کہ اصحاب سے مروی ہے اوسکو بھی ہم اختیار کرتے ہیں اور اونسے باہر
نہیں جاتے ہیں لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہیں پھر
ہم بھی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے

پچپوان سوال

جواب سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون
اماموں میں سے ایک کی تقلید اوسپر واجب ہے اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے
امام کے مذہب کے مخالف پہنچے تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جایز نہیں ہے باوجود
اسکے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے اُترُکُوا قَولِی بِخَبَرِ الرَّسُول صلے
اللہ علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوسپر
عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو اور اسی طرح سے اور اماموں نے بھی فرمایا
ہے تو پھر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول پر بھی عمل نکیا ۞ اور امام کے حکم پر بھی نچلا اور دوسرے بات یہہ ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانے میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتے
تھے عمل کرتے تھے یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا کہ جو
حضرت فرماتے اپنی اپنی سمجھہ کے موافق عمل میں لاتے اور ایسا فرق نہیں تھا

کہ جو کوی مجتہد ہوتا تو وہ حضرتؐ کے فرمانی کی موافق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل
کرلیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرتؐ کے قول کو چہوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد
ہتی مثلا ابوبکر یا عمر اونکی تقلید کرتا تو پہر اسمین کیا مضر ہی کہ اس زمانی مین اگر
کوی شخص غیر مجتہد جب کوی حدیث معتبر کتاب مین پاوی یا کوی معتمد عالم سے
سنی تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جایز ہووی بلکہ کسی مجتہد کے تقلید اوسپر واجب ہو
جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلی جاننا چاہی کہ کوی حکم حدیث کی رو سے
جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضروری ہی یعنی ہر شخص جب تک
تین چیز کو نجانی تب تک کوی حکم کسی حدیث سے اوسکی حق مین ثابت نہین ہوتا پہلا
جاننے کہ یہہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا جانی کہ مراد اس حدیث سے
کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجہی تیسرا جانی کہ یہہ حکم
ہم پر ہی یعنی اس حکم مین ہم بہی داخل ہین دوسرون کی واسطی خاص نہین ہی سبب
کیونکہ اگر کوی ان تین باتون سے ایک بات کو نجانی گا تو اوسکی حق مین وہ ثابت
نہوگا مثلا اگر حضرتؐ کے کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوی حدیث فاسق یا کافر
سے سنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہی اور ایسا اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجہی
جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجہیگا تو کیا عمل کریگا اور اسی
طرح سے جب جانی کہ یہہ حکم مجہہ پر نہین ہی بلکہ دوسرون کی حق مین ہی جیسا
حکم منسوخ کہ اگلی مسلمانون کی حق مین تہا تو وہ حکم بہی ثابت نہین ہوتا ہی جب یہہ بات
معلوم ہوی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسیکو خطاب کرکے کوی حکم فرماتی
تہی تو اوس شخص کے حق مین یہہ تینون باتین پائی جاتی تہین پہلا امر تو ظاہر
ہی کہ جب کسی مسلمان نی حضرتؐ کی زبان سے کوی حکم سنا تو بلا شبہہ جانا کہ یہہ

حکم رسول اللہ اکا ہی اور دوسرا امر بہی پایا جاتا تہا اسواسطی کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک
کو اوسکی سمجہہ کے موافق حکم فرماتی ہتی کہ کسی طرح سی اوسکو شبہہ باقی نرہتا تہا
جیسا مشہور ہی کہ حضرت نی خود فرمایا ہی کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ
بات کرو لوگون کی ساتہہ اونکی سمجہہ کے موافق یعنی لوگون سی بات اس انداز
سی کرو کہ اونکی دریافت مین آجاوی پہر اگر کوی شخص لایق اور ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سی فرماتی اور اگر ایسا نہوتا تو حسب حال اوسکی خوب واضح
کر کی ارشاد کرتے کہ اوسکو کچہہ شبہہ نرہتا جیسا کہ مشکوۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہی عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ
بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى يُفْهَمَ عَنْهُ یعنی انس رض نی کہا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوی بات فرماتی تو تین بار ارشاد کرتی تاکہ
بی شبہہ خوب سمجہا جاوی اور اگر کوی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے
حال کے قرینی سی یا حضرت کی حال سے یا اور بعضی لوگون کی حال سی یا اپنی
سوال کی قرینی سی یا حضرت کی کلام کے سیاق سی یا اور لوگون کی گفتگو کے
رد سی حضرت کی مراد سمجہہ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوس کے
آگی مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کی خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوی اوس کے کنہ
کو نہین پہنچتا تہا بلکہ وہ صحابی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
اکثر حاضر رہتی ہتی اور حضرت کی عادات سی خوب واقف ہتی اور آپ کے
صحبت کے تاثیر کے سبب اون کی دل مین صفای اور روشنی ہوگئی تہے
کہ سخن کی تہہ کو پہنچتی ہتی اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت
کر لیتے جیسا کہ حضرت عایشہ رض کا حال تہا اور بہتون کی واسطی اوسکی

مثال اکی مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح بہی نہ بوجہتا
تو وہ ناچار پوچہتا جیسا کہ بہت سے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نی اولا ایک
بات فرمائی پہر کسی صحابی نی پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سی کیا مراد ہی حاصل کلام
یہہ ہی کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب اوس کے
مراد کو کسی ایک طور سے سمجہہ لیتا اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک کی مثل
لکہنی مین کلام دراز ہوگا اس واسطی بیان مجمل لکہا گیا انشاء اللہ تعالی حضرت
کی بیان مین بطور نمونہ کی حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنی
اس بات کو جاننا کہ یہہ حکم ہم پر ہی یہہ ہی اوس شخص کے حق مین خاص
ہوتا تہا اس لئی کہ جب حضرت نی اوسکو خطاب کرکی کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہے
کہ اوسکی حق مین اگر دوسری پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتی پہر بعد حضرت
کی ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا اس واسطی کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا
کہ یہہ حدیث شریف ہی اور یقین اوسکو کہتی ہین کہ بغیر شبہہ اور بدون تردد
کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونی کی دو صورت ہی ایک
تو یہہ کہ اپنی کان سی حضرت کی زبان مبارک سی سنی اور بعد انتقال حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے یہہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسری صورت یہہ
کہ خبر تواتر سی سنے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث
کی ہر زمانی مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکری کہ اتنی لوگ سب کے
سب جہوٹھ کہتی ہین اور خبر تواتر مین یہہ بہی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا
تک ہر زمانی مین اور ہر طبقی مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسری برابر
سنتے چلی آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتی ہین اور ایسی حدیث کو

متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کے عدالت
اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی ہر ایسی روایت سی اوس حدیث مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل
کرتے ہین تو سننے سی ہر ایک کو یقین آجاتا ہی مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سی قرآن شریف کی کلام خدا ہونی پر ہم
لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکی نہین ہی کہ نقل متواتر سی ثابت
ہی کہ حضرت عم لی اوسکو خدای تعالی کا کلام فرمایا ہی پہر بعد حضرت کی جب یہی صورت
متعذر ہوی تو یقین حاصل ہونیکی لئی ایک صورت تواتر کی باقی رہی پہر اگر ایسے
راوی اوس حدیث کی ہون تو ہرگز یقین حاصل نہوگا تو اب ہر حدیث مین اس
طرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہی اس
واسطی اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کی قایم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان
غالب ہو کہ یہہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوسکی راوی کا حال
خوب دریافت کری جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ
قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ رواہ مسلم
روایت ہی ابن سیرین سی کہا کہ یہہ علم دین ہی یعنی قرآن اور حدیث یہی دین اور
اسلام ہی سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکہتی ہو دین اپنا یہہ کلام شاہد ہے
اہتمام اور احتیاط کرنیکی طرف دریافت کرنیمین احوال راوی کی یعنی حدیث کی راوی
کو خوب تحقیق کیا جاتا ہی کہ پرہیزگار دیانتدار راست گفتار نیک کردار ہو اور نہ
لیا جاتا ہی حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کری حضور صاحب غرض جو

نیا مذہب نکالنی والی جدا طریقہ رواج دینی والی ہون کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج دینی
کی واسطی بہت سے باتین دین مین افترا کرینگی اور جہوٹہہ حدیثین لوگون کو سنا دینگے
یہہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہی پہر جب کسیکو راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکی حق مین اوس کلام کے حدیث ہونی پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنی افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہی
تو ظاہر حال ہی اوسکی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ حدیث کی روایت مین بہی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جہوٹہہ کہنا حرام ہی خصوصا پیغمبر علیہ السلام پر جہوٹہہ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہی
اس لئی ایسی شخص کے روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہین ہوتا ہی
اسواسطی کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہ اور احتمال باقی نرہے
اور حال یہہ ہی کہ عقل کے نزدیک ایسی شخص کا بہی کاذب ہونا جایز ہی اسواسطے
کہ ہم تو صرف اوسکی ظاہر حال پر مطلع ہو سکتے ہین اور اوسکی نیت اور ارادے
اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہی کیونکہ بعضی لوگ ایسی بہی ہوتے
ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور زندیق
ہین مثل جیساکہ اگلی زمانہ مین وضاع لوگ گذری ہین اور بعضی آدمی ایسی
بہی ہوتی ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کی سبب سے
یا اپنی زعم مین کسی ضرورت کی جہت سے کبہی جہوٹہہ کہتی ہین اور اپنی اعتقاد مین
اوسکو دینداری سمجہتے ہین جیساکہ مولانا عبد العزیز رح نی رسالہ اصول
الحدیث مین لکہا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قران کے
سورتون کی فضیلت مین اوسی بہت سے حدیثون کو وضع کرکے رواج دیا تہا
اور مشہور کیا تہا پہر جب اوسکو لوگون نی پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت

تک کیا بات لاچار ہو کر اقرار کیا کہ میں ان حدیثوں کو بنایا ہی اور نیت میری خیر کی
کیونکہ میں لوگوں کو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کے طرف
مثل تواریخ اور فقہ کی زیادہ مشغول رہتی ہین تو لوگوں کو رغبت دلانی کی واسطے
یہہ حدیثیں بنائین کہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کے طمع سے
اگر قرآن پڑہیں اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی
طرح سی بعضی واعظ اچھی کام مین رغبت دلانی کی واسطے یا بری کام سی ڈرانی
کی لئی حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتی ہین باوجودیکہ یہہ بات
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور بر تقدیر
بلکہ حرام ہی اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ فہم اور ضبط
اور حفظ یعنی جو کچھہ اوسنی سنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکہتا ہو اگر
اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچھہ خلل ہوگا تو
اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا پہر جاننا چاہئی کہ راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین حاصل ہونی کا دو طریق ہین اول یہہ ہی کہ اوسکی صحبت
مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکی دریافت کری دوسرا
یہہ ہی کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سی معلوم کری یعنی اس قدر لوگ اوس
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکری کہ یہہ
سب کی سب اوسکی جہوٹہہ تعریف کرتی ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ اگر درمیان اوسکے
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
مین سی ایک طور سے یقین حاصل کری اور اگر ایک واسطے سی زیادہ

سو اونکو جیسی راوی کا حال اوت دو تون فریق سی معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوسکی
اوپر کی راویون کا حال جو فوت کر گئی ہین روایت سی دریافت ہونا ممکن نہین ہے
صرف تواتر سی اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا لو
اگر کسی راوی کی ان سب حالات پر یقین نہی حاصل ہو بلکہ اگر کسی طرح کا بہی اونکی
حال مین شبہہ واقع ہو جیسے کہ اگر کوی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچہہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذری گمان
غالب ہی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت
کرنا جایز نہین ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنیکو مجہسی مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجہسی ہے
الخ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہی وعن ابی ہریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع
یعنی بس ہی مرد کو جہوٹہہ کہنی مین اس قدر کہ حدیث کری جو کچہہ سنے یعنی اگر
کوی کسی طرح کا جہوٹہہ نکہی لیکن جو کچہہ لوگون سی سنی بی تحقیق کئی ہوی اسکو روایت
کری تو اسی قدر بس ہے جہوٹہہ کہنی کو تو معلوم کیا چاہی کہ جب آدمی بی تحقیق
کسی بات کی نقل کرنیمین دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بی تحقیق اور بدون علم
روایت کرنیمین اوسکا کیا حال ہوگا پہر اس زمانی مین بہی اگر کوی چاہی کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کری تو اوسپر واجب ہی ضرور ہی کہ اپنی اوستاد سی یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سی لیکر صحابی تک جتنی راوی گذری ہین ہر ایک کو

حال الگ الگ کا حقدا سی طور سی کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کری پہر جب ہر
ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کے
یقین سی معلوم ہو جاوی تب وہ حدیث اسکی حق مین ثابت ہوگی اور اگر ایک
راوی کی حال مین بہی شبہہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکی حق
مین وہ حدیث ثابت نہوگی پہر اس زمانی مین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہی بلکہ متعذر ہی کیونکہ کس قدر لوگ گذری ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سی تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہی اور سابق مذکور ہوا
ہی کہ راویون کی حال کو بالیقین جاننا ضرور ہی اور یقین سی جاننی کی دو ہی
صورت ہی یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہی یا خبر تواتر سی اور بعضی
لوگون سی اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکہنا کفایت نہین کرتا پہر
جب یہہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکہنا
یا صرف کسی عالم مجتہد سی سننا کسی کی حق مین کافی نہوگا کیونکہ اوسکی حق مین ثابت
موقوف اس بات پر ہی کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سی احوال سب راویون کا
بالیقین معلوم کری اور ان دونون صورتون مین راویون کا حال کچہہ ثابت نہوا
اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کی حق مین ثابت ہوا کہ جس نی اُس
کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد رکہا تہا طالب کے حق مین تو یہہ ضروری کہ سب کا
احوال خود تحقیق کری اور تواتر سی تب اوسکی حق مین ثابت ہوگا اور اس
مقام کی بیان اور تحقیق سی کوئی یہہ نہ سمجہی اور نہ کہی کہ اس تقدیر مین کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑگیا سو جواب

اجماع کی سبب خلیفہ ہوی رسول
اللہ کا اور اللہ کے رحمت کا
مستحق موافق قیاس صحیح رکہتی
ہی اور ایک دوسرا طریق ہی
کہ چارون خلیفون سی امام ابو
حنیفہ کی مذہب کو ثابت کرتے
ہین کہ حق تعالیٰ نی سورۂ جمعہ
مین فرمایا ہی هو الذی بعث فی

اوسکا یہہ ہی کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنی کسی حدیث کے پانی کا دو
طریق ہی ایک یہہ کہ طالب آپ تلاش کرکی ثابت کری دوسرا یہہ کہ کسی عالم محقق
کے پیروی کری خواہ اوسکی زبان سی سنکر یا اوسکی کتاب مین دیکہہ کر اور سابق
جو مذکور ہوا التحقیق کا بیان تہا اور تقلید کے صورت دوسرے ہی پہر اگر ایک شخص
نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکی اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان
لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی نسبت اوسکی مصنف کی تقلید ہوی اور دوسرے
عالم کے صرف پیروی ٹہیری اپنی کچہہ تحقیق نہوئی پہر اس زمانی مین جو شخص آرزو
رکہی کہ تقلید کسی مجتہد کی نکری بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوی عمل کری تو یہہ ہوس اوسکی
ہرگز حاصل نہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنی مین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی
ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جس سے بہاگیگا آخر کو اوسی
مین جا کریگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نی کسی عالم کی تقلید کرکے
اوسکی کتاب پر اعتماد کر لیا اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اوس کتاب کی اعتقاد کیا
لیکن حدیث کی مراد کو سمجہنی کی واسطی اور اوس سی حکم نکالنی کی لئی جو سب شرطین
ضرور ہین جیسا کہ آگی مذکور ہوئین کہاں سی حاصل کریگا آخر کو گہبرا کہبرا کر لاچار ہوگی اوسکا
حدیث کی مراد کو سمجہنی اور حکم نکالنی مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہو
گی تو حقیقت مین پہرا پہرا اور بہکا ما اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پہر ابتدا ہی سے
اوسنی کیون نہین اپنی اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی ہتی اور افسوس صد افسوس
ہی اوسکی حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد معظم کی تقلید سے انکار کری اور عار
رکہی اور پہر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جسکو نسبت شاگردی کی بہی آنحضرت رح کی
ساتہہ نہین ہی تقلید کری خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکہی ایسی حماقت اور ضلالت سی اور الزام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو فرمایا ہی اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوس کے
معنی یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سی پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنی اپنے
اجتہاد سی کہا ہی اوسکو چہوڑ دو پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق
ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکو چہوڑنے
کی کچہہ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی بہ نسبت امام نے یہہ فرمایا ہی
لیکن یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کی حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا تو
یون فرماتی یترک قولی کل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی حدیث سنی تو
چہوڑ دی ہمارے قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہے اپنی شاگردون کے
لئی کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل
کرنی کے ہتی جیسی امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطی کہ
حدیث پہ عمل کرنیکی واسطی ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی اوسکی سوا اور بہی بہت
سی شرطین ہین کہ آگی مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر
ممکن ہی بلکہ اس زمانی کی عالمون مین بہی متعذر ہے لیکن خدای تعالی قادر ہے
کہ کسیکو وہ رتبہ اپنی فضل سے عنایت کرے جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر
السعادت سی منقول ہوا پہر اگر کوئی اس مقام کو دیکہہ کر شبہہ کری اور کہی
کہ جب مقلد کو حدیث پہ عمل کرنا درست نہین ہی تو پہر سابق کی مسئلون مین حدیثون
سی کیون تم دلیل لای ہو تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہمنی اون مسئلون کو کہ سابق ذکر
کیا ہی اون سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سی استنباط کیا اور فقہ کی
کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضی لوگ کہتی ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط
ہی حدیث سی ثابت نہین ہی اسواسطی ہم نے ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سے

جن جن کتابون سی پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسلون مین شبہہ نپڑی اور جو مسئلہ کہ امام سی ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع نہین ہی اسکی بعد یہہ جانو کہ اگر کوی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے خالی نہین ہے یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوی تو کچھہ کلام نہین اور اگر مخالف ہوی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس عمل کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوی اور امام اعظم کی تقلید سی منہہ پہیر آنا حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوی وجہ نہین ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا قول بہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سی ثابت ہی صراحتہ یا ضمنا ہوا اور یہہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام لی اپنی قیاس سی کہا ہو کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جایز ہوتا ہی کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے اور یہہ شبہہ بہی محض لی جا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تہی اس واسطی کہ اوس زمانی مین بہت سی صحابی موجود تہی اور وہ زمانہ تابعین کا تہا اور لوک حدیثون کو صرف زبانی یاد رکہتی تہی اور دڑی بہولنی کی عالمون مین اکثر چرچہ اوسکا رہتا تہا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہولی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی عمل اوس پر ہوتا تو ظاہر یہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور لوکون کی عمل مین آتی پہر صرف یہہ گمان اور شبہہ کر کی امام اعظم کی تقلید سی بہاگنا اور دوسری محدث کی طرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہی نعوذ باللہ منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تہا اور اونکی زمانی مین تہی کہ جیسا

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہی کیونکہ وہ تابعین سی تہی اور
بیس صحابی سی اونکو ملاقات ہوئی اور سات صحابی سی اونہون نی حدیث روایت
کی جیسا کہ درمختار کی خطبہ مین لکہا ہی اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور
کئی صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکی پاس تہی جیسا کہ شرح سفر السعادت
کی خطبہ مین مرقوم ہوا ہی پہر ظاہر ہی کہ جس قدر اونکو حدیث صحیح پہنچی تہی
اور جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تہی باقی مجتہدون کو اور حدیث
کی کتاب جمع کرنیوالون کو جو اون کی بعد ہوئی ایک کو بہی یہہ بات حاصل نہ تہی
پہر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ
یا ماول کسی تاویل کر کی جیسا کہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفر السعادت سی مذکور
ہوئی چنانچہ امام اعظم کی بعد ہزارون علما اور فضلا نی جو امام اعظم کی مسایل اور دلایل
کو حدیث کی کتابون سی ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اونکی مذہب کی خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کی یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تہی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا
اوسکی مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیسا کہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین
کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اسی طرح سی جتنی حدیث مخالف ہی سب
کا یہی حال ہی تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہی جیسا فتح القدیر اور بحر
الرایق اور مواہب الرحمان اور تبیین الحقایق اور کافی اور شرح ہدایہ اور تخریج
الہدایہ وغیرہ جسکو اس بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہہ علم رکہتا ہی تو چاہی کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکہی اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکی حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علما اور محبان اولیا اون کی مقلد تہی اور مرتی دم
تک اونہین کی پیروی کرتی رہی اور تمام جہان کی مسلمانون مین تخمینا تین حصی

ہوگئی اور ایک حصہ اور مذہب والی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین
اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کی امام اعظم کے مذہب کے موافق
احکام شرع کو جاری کرتی ہین اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہہ کلام حدیث ہی جیسا
اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضروری ایک اور امر ضروری ہی اور وہ یہہ
کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی لی آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنی بدون تغیر
اوسکی لفظون مین نقل کیا ہی یا اپنی سمجہہ کے موافق مطلب اوسکا اپنی عبارت مین ادا کیا
ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہین ہی اگر راوی مجتہد
ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہی
یعنی لفظ تہوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر پہر جو مجتہد ہی تو البتہ
حضرت کی مراد کو سمجہہ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض
حضرت کی اکثر نہ سمجہی گا تو پہر اکثر غلطی مین پڑ جاویگا اس لیی اوسکی روایت پر اعتماد نہین
جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وعن ابن مسعود رض قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا
فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ الحدیث
ترو تازہ کری دیوی خدا اوس بندہ کو کہ جسنی سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا
اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نضر اللہ امرءا
سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع یعنی
تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جسنی سنا ہمسی کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا
سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنی والی ہوتے ہین سننی والی سی اور مشکوۃ کے

شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی حاصل اوسکا یہہ ہی کہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہی اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہٖ روایت کرنا چاہی اور نقل بالمعنی مین
علما کا اختلاف ہی لیکن مختار یہہ ہی کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت
کی استعمالات کو اور الفاظ کی مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکہتا ہو
تو جایز ہی اور نہین تو درست نہین اسکی بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث
کی مراد کو سمجہنی بہت سی امر پر موقوف ہی اس مقام مین بطریق مثال کے چند
امور ذکر کئی جاتی ہین اور وہ شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہی اور عوام کو
اونکا سمجہنا دشوار ہی یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اوسکو اصول فقہ اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہی کہ اہل
فصاحت اور بلاغت سی ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تام اور مشق کامل
رکہتا ہو اور اگر عربی سی ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور
بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکہی اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانی تاکہ لفظی معنی کو اولا سمجہی جیسا کہ مایة المسایل مین ہی حافظ
ابن حجر نی فتح المبین مین لکہا ہی اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ اِلَی الْاَحْکَامِ الْخَمْسَةِ لِاَنَّهَا
اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّةِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْکَ
الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ عَلَی الْکِفَایَةِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّةِ
الْمُوْصِلَةِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْهَا فَهْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَةِ وَ
الْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہی حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوی قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہو گا ایک

ان پانچ احکام سے بہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہی سیکہنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہی اس پر سمجہنا قران کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی
سمجہنا حدیث کا بہی موقوف ہی ان سب علمون پر اور مایۃ المسائل مین ہی
قال القسطلانی فی شرح البخاری فی بیان احوال ابی الاسود ظالم بن عمرو بن
سفیان الدیلی وھو اول من تکلم فی النحو بعد علی ابن ابی طالب
رض کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود ظالم کی کہ وہ شخص
پہلا اون لوگون کا ہی جسنے بعد حضرت علی کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کے
پہلی تو حضرت علی رض علم نحو کو تصنیف فرمایا پہر اون کی بعد اور لوگون کی بہ نسبت
اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی مایۃ المسائل مین ہی وفی الدر المنثور
عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ
عن ابن ابی ملیکۃ قال امر عمر ابن الخطاب ان لا یقرء القران الا عالم
باللغۃ وامر ابا الاسود بوضع النحو تفسیر در منثور مین ہی ابی بکر محمد ابن قاسم رض
سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر کی کتاب تاریخ مین ابن ابی ملیکہ ہی کہ کہا
حکم کیا عمر رض نے کہ قران نہ پڑہی سوا اوس شخص کے عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا اونہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کی ذکر کیا حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین النحو حدیث کے شرح مین واما ما لا یاتی فی ذلک بان
لم یشھد لہ شیء من ادلۃ الشرع او قواعدہ فان یرد علی فاعلہ بل ھو
مقبول منہ کاستخراج علوم اللغۃ والنحو والمعانی والبیان فان ذلک
کلہ علوم حسنۃ ظاھرۃ فائدتہ معین علی معرفۃ کتاب اللہ تعالی وفہم
معانی کتابہ وسنۃ رسول اللہ صلعم فتکون مامورا بہ ولکونہ
لم یات احد بذلک فیما کان فانہ مقبول من فاعلہ مثاب ثم دخل علیہ خلاصہ

یہہ بھی جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کی موافق ہو تو وہ مردود نہین ہے
بلکہ مقبول ہی جیسے علم لغت نحو معانی بیان کہ جس اس سب کا معلوم اور فائدہ
اسکا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قران اور حدیث کی معنی سمجھنی پڑھو کام
ہی تو یہہ سب بھی شرع کا حکم ہی اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور
مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہی اور فاعل کو اوسکی آخرت مین
ثواب اور دنیا مین تعریف ہی پہر اوسکی بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام
کی سمجھنی مین اور بہت سی چیزین بہی ضرور ہین منجملہ ان شروط کی یہہ ہی کہ کلام کی سیاق
کو دریافت کری یعنی اوسکی روئیہ اور روش کو بخوبی سمجھی اسواسطی کہ بہت سی الفاظ
حدیث اور قران کی ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجی تو ایک معنی سمجھی
جاتی ہین اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجی تو مراد اوس کلام کی دوسری معلوم
ہوتی ہی جیسا کہ مشکوۃ کی باب التیمم مین ہی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ کہا جابر نی نکلی
ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سی ایک مرد کا سر پتھر سی ٹوٹا اور بعد اسکے
اوسکو احتلام ہوا تب اوسنی ہمراہیون سی اپنی پوچھا کہ آیا تم سمجھتی ہو کہ تیمم ہمارے
واسطی درست ہی بولی کہ تیری واسطی تیمم درست نہین اس واسطی
کہ تیری پاس پانی موجود ہی اور خدا تعالی نی فرمایا ہی کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا
طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نی صرف اسی آیت پر نظر کرکی کہا کہ
تیمم تجکو درست نہین تب لاچار ہوکر اوسنی عمل کیا پہر پانی اوسکی زخم مین سرایت
کرگیا آخر کو وہ مرگیا جابر رضی کہتی ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کی نزدیک پہنچی
اور حضرت نی اس قصی کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا
شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی مار ڈالا اوسکو مار ڈالی اونکو خدا تعالی اونکو مارے

چونکہ اونہون نے بے علم کی فتوی دیا اس واسطے حضرت نے اونکو بددعا دی اور
فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کسواسطے علماسے نہین پوچھا کہ نہین ہے دوا
نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہہ ہے
کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کی آگے اور پیچھے کو
نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلے اوسکے فرماتا ہے وَاِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار
ہو یا سفر مین ہو اور پیچھے اوسکے فرماتا ہے مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ
یعنی خدای تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تمپر کرے کہ اوس مین تمپر سختی اور
تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس آیت سے یعنی
فلم تجدوا ماء سے یہہ ہے کہ تمکو پانی کی استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین
تیمم درست ہے تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کی حق مین تیمم درست تہا اور اسکے
واسطے حضرت علیہ السلام نے ناخوش ہوکر اونکو بددعا دی نعوذ باللہ من
غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت
علیہ السلام کی بددعاین پڑین اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوے پہلا یہہ کہ
بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکہتا ہے کہ جب تک اوسکو نملاے
تو مراد اوسکی نہین سمجھی جاتی دوسرا یہہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کی مطلب
سمجھنے کا نہوا اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بہی ہو لیکن اوسکی ساتھہ اوسکو
قرآن سے اپنی سمجھہ کی موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے اور تیسرا یہہ کہ جسکو قابلیت
قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی رائے اور اپنی عقل اور فہم
کو قرآن مین دخل نہ دیوے اور چوتہا یہہ ہے کہ اگر کوئی بے علم کسیکو غلط مسئلہ بتا دے
اور اسمین کچھہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالی پر پڑتا ہے اور پانچوان یہہ ہے کہ جو کو

۹۰

ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا میں پڑا اور بد دعا میں پڑنا بڑا عذاب ہی اور ظاہر ہی کہ جب وہ حضرت کی بد دعا میں پڑا تب عذاب الہی میں بھی گرفتار ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ و من سخط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشکوۃ کی کتاب العلم میں لکہا ہی اور یہہ حدیث عمرو بن شعیب کی طویل ہی جس قدر یہاں درکار ہی لکہا جاتا ہی فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَىٰ عَالِمِهِ یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی جو بات قرآن سی جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو اوسکی عالم کی طرف سونپو اور اوسی کتاب میں ہی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَىٰ مَنْ أَفْتَاهُ یعنی جو کوئی فتوی دیا جاوی بدون علم کی تو گناہ اوسکا اس پر ہی کہ جسنی اوسکو فتوا دیا اب خوب غور کر کر سمجہا چاہی کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تہی قرآن اور حدیث کو خوب سمجہتی تہی کیونکہ اونہیں کی زبان کی موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تہا باوجود اسکی جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکو مسئلہ نکالنی کو اور فتوی دینی کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو شخص عجمی ہو اور صرف نحو یا عربیت کے قواعد سی بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور دوسری علوم کہ قرآن اور حدیث کی سمجہنی کی واسطی ضرور ہیں اون سی محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسی کو فتوا دینا اور قرآن اور حدیث سی مسئلہ نکالنا بلا شبہہ حرام ہی اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونی کی حضرت علیہ السلام کی بد دعا میں پڑ گئی تو پہر ایسی لوگ کہ اونکو زبان عربی میں بہی کچہہ دخل نہو تو کیا عجب ہے کہ حضرت کی لعنت میں پڑ جاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص خود گمراہ

مین بر کر دوسرون کو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن
عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا
یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً یَنْتَزِعُہُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ
حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِماً اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ
فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا متفق علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہہ ہی کہ آخر زمانی مین علما
نہین رہین کی اسوقت لوگ جاہلون سی مسئلہ پوچہین کی تب وہ جہال بدون
علم کی فتوا دین کی بہر وہ آپ گمراہ ہونگی اور دوسرون کو بہی گمراہ کرین کی نعوذ باللہ
منہا پہر جانو کہ قران کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجہنی موقوف ہی
اگلی یا پچہلی بات پر اور اکثر ایسا بہی واقع ہوتا ہی کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث
کی نقل کرتا ہی اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چہوڑ دیتا ہی یا اس سبب سے کہ اوس
کو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نی اسی قدر سنا تہا لیکن جب اوسکی روایت
کو دوسرے راویون کی روایت سی ملایا جاتا ہی تب معلوم ہوتا ہی کہ اس حدیث کی ماقبل
یا مابعد یہہ جملہ بہی ہی تو اگر کوی صرف حدیث کی اوسی ٹکری پر نظر کری تو ایک مراد
سمجہی جاتی ہی لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی
کہ یہہ مراد نہین ہی بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہی جیسا کہ یہہ حدیث مشہور اکثر
حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تو اس کلام کی ظاہر سے
یہی سمجہا جاتا ہی کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہی یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
نیت پر ہی اگر کسی عمل مین نیت پای جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہی اور ثواب بہی
ملتا ہی اور اگر نیت پای نجاوی تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیسا کہ
امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین مثلا اگر وضو مین نیت نکری تو وضو

صحیح نہیں ہی اور ثواب بہی نہیں ہی اور اوس سی نماز بہی درست نہین بلکہ دوسری
بار وضو نیت کی ساتھہ کرنا فرض ہی اور امام اعظم رح اس حدیث کی معنی یون کرتے
ہین کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہی یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر
ہی یعنی اگر نیت ہو کہ یہہ کام خدا کی رضا کی واسطی کرتی ہین تو اسمین ثواب ہے
اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہی مثلاً وضو مین اگر غرض
برداری خدا کے نیت ہو تو ثواب ہی اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا
نیت نہو جیسا کہ کوئی تالاب مین بلا قصد کی گر پڑا اور وضو کی اعضا کا
غسل اوس صحیح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو
رفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہین لیکن وضو درست
ہی نماز اس وضو سی جایز ہی دوسری بار وضو کرنیکی ضرورت نہین پہر جب
اس حدیث کو پہلی کلام سے کہ بعد اس عبارت کی ہی ملایا جاتا ہی تب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہی حق ہی کیونکہ یہی اس
کے یہہ مضمون ہیے کہ ہر فرد کے واسطی وہ چیزیں جو نیت کرے گا پہر جسنی
ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہے
ہے یعنی ثواب ہے اب جسنی ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو دنیا
دنیا ہے یعنی کچہہ ثواب نہین جیسا کہ مشکوۃ کی پہلی حدیث ہے عن
عمر بن الخطاب رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما الاعمال
بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت هجرته الی الله والی رسوله فهجرته
الی الله والی رسوله فمن کانت هجرته الی دنیا یصیبها او امرأة یتزوجها
فهجرته الی ما هاجر الیه متفق علیه ترجمہ اسکا موافق شرح عبدالحق دہلوی کے

ہے کی یہہ ہی کہ کوئی عمل بے نیت کی معتبر نہیں اور نہیں ہی پر ایک مرد کو ثواب
مگر جو کچھہ کہ نیت کیا ہو اوسی پہر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پہر ہجرت اوسکی خدا اور رسول
ہی کی طرف ہی یعنی ثواب بہت ہی اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف
ہو تاکہ وہ اوسکو پاوی یا کسی عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کری تو پہر اوسکی
ہجرت اوسی چیز کی طرف ہی جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچھہ ثواب نہیں ترجمہ
تمام ہوا پہر قریب ہی اس پچھلی عبارت کی صاف ظاہر ہی کہ مراد اس حدیث
إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سی وہی ہی جو امام اعظم فرماتی ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نی یہی فرمایا ہی کہ جسکی ہجرت للہ و للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر یہہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہیں پہر اگر حدیث إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی یہہ معنی ہو
کہ کوئی عمل بے نیت کی صحیح نہیں تو آپ یون فرماتی کہ مَنْ كَانَ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا
فَبَطَلَتْ هِجْرَتُهُ کو قَالَ هَاجَرَ ثَانِيًا یعنی جسکی ہجرت کی دنیا کی واسطی تو باطل ہوے
ہجرت اوسکی یا یون فرماتی کہ دوسرے بار ہجرت کری اسواسطی کہ ہجرت اوس وقت
مین فرض تہی اور مجملا اوسکی یہہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانی کیونکہ
بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتی ہین پہر بعضی حدیث محل خاص مین وارد
ہی حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچھہ بیان نہیں ہوتا تو ایسی
صورتمین اوس حدیث کی مراد سمجھنی کی واسطی اوسکی مورد کو جاننا ضرور
ہی جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله
علیه وسلم إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنی سی اب ظاہر
ہی اب ظاہری اس حدیث کی یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوی اور

در انزال ہو تو غسل واجب نہیں جیسا کہ بعضی آدمیون نی صرف اس حدیث کی ظاہر
کی طرف نظر کرکی یہی سمجھا تھا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہی یعنی
اگر کوئی خواب مین اپنی جماع کو دیکھی تو غسل اوس پر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوی بخلاف جماع حقیقی کی کہ اگر الت کا سر بہی داخل ہو تو غسل واجب
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوۃ کی باب الغسل مین ہی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَاءُ
مِنَ الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ یعنی یہہ حکم کہ بغیر انزال کی غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہی
لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہی اور بعضی محدثون نی جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہی کہ یہہ حکم یعنی جماع مین بی انزال کی غسل واجب نہو ابتدای
اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکی جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتدا سی اس قصہ کی حضرت کی حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین یا آخر مین کیونکہ
بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کی احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا
ہی تو جو راوی ابتدا سی انتہا تک حاضر ہوگا اسکی روایت پر اعتماد ہوگا اور
اوسکی حدیث سی مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا سی انتہا تک حاضر
نہو تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرت کی مراد اوسکی حدیث
سی سمجھی نہین جاوی گی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہی عَنْ اِبْنِ جُبَيْرٍ
رضہ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَعَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی
الله عليه وسلم فِي اِهْلَالِهِ حِيْنَ اَوْجَبَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ
النَّاسِ بِذٰلِكَ اِنَّهَا اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم
حَجَّةً وَاحِدَةً فَمِنْ هُنَالِكَ اِخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم
حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَهُ فِي مَجْلِسِهِ فَا

بِالْحَجِّ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ
رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ وَذٰلِكَ
أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يَأْتُونَ أَرْسَالًا فَسَمِعُوهُ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهِلُّ
فَقَالُوا إِنَّمَا أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ ثُمَّ مَضٰى ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ
أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوا إِنَّمَا أَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ
وَايْمُ اللهِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِي مُصَلَّاهُ وَأَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ وَأَهَلَّ
حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہی کہ ابن جبیر
سی روایت ہی کہ اونہون نی کہا ابن عباس رض کو کہ متعجب ہون مین اصحاب کے
اختلاف سی کہ حضرت نی کسوقت تلبیہ کو شروع کیا تہا تب ابن عباس رض نی فرمایا کہ مین
سب لوگون سی اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نی ایک بار حج کیا تہا یعنی حج متعدد
نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سی کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکہہ کر حکایت
کرتی ہون بلکہ سبب اختلاف کا یہہ تہا کہ نکلی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کی ارادی
سی پہر جب مسجد مین ذو الحلیفہ کی پہونچی تو دو رکعت نماز پڑہنی کی بعد پہلا لبیک کہا
پہر سنا اوسکو لوگون نی اور اوسکو اچہی طرح یاد رکہا اور روایت کیا پہر اوسکی بعد آپ
سوار ہوی اور جب اونٹ نی حضرت کو اوٹہایا آپ تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسری لوگون
نی سنا اور ویسی ہی یاد رکہا اور ویسی ہی اوسکو نقل کیا اوسکی بعد جب حضرت بلندی
پر چڑہی تلبیہ کہا اور اوسکو تیسری قوم نی سنا سو اوسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا
اور یہہ اسواسطی تہا کہ لوگ حضرت کی پاس جماعت جماعت متفرق آتی تہی جیسا
جسنی جسوقت سنا ویساہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پہر جو شخص ابتدا سی
حضرت کی ساتہہ تہا جیسی ابن عباس رض وہی حقیقت حال پر مطلع ہین اور

اور روایت اوسکی یہہ ہے اور سمجھ اوسکی یہہ ہے کہ اگر کوئی حدیث جواب میں کسی سوال
کی واقع ہو تو ضروری کہ سایل کی لفظوں میں تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق
سوال کی ہوتا ہے پہر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر
کی جاوے تو ایک مطلب سمجھا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسرا
مراد معلوم ہوتی ہے جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
میں لکھا ہے اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ
اِحْلِقْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ اِرْمِ
وَلَا حَرَجَ الْحَدِیْث خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج میں
پہر کہا اوسنے یا رسول اللہ افاضہ کیا میں نے سر منڈانی کے پہلی فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچھ حرج نہیں پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا میں نے رمی کی پہلی فرمایا رمی کر
اور کچھ حرج نہیں اب ظاہر ہی اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے کہ حج کی افعال کو الٹ ترتیب
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کریں کچھ گناہ اور کچھ فدیہ نہیں ہوتا ہے
خواہ قصدا ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضی لوگ ایسا ہے
سمجھتی ہیں لیکن سایل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا جاوی تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ حکم صرف بہول سی اور نادانستگی کی صورت میں ہے اور بالقصد کی تقدیر
میں نہیں جیسا مواہب لدنیہ میں ہے کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے روایت سی ابن عمرو بن
العاص کی وَقَفَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی رَاحِلَتِہٖ فَطَفِقَ نَاسٌ
یَسْاَلُوْنَہٗ فَیَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْھُمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْیَ
قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُہٗ یُسْاَلُ یَوْمَئِذٍ

حتی کم تو تنبی المزیۃ الجمیل من تقدیم بعض الامر قبل بعض واشباہہ وکان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا افعل ذلک ویخرج الحدیث مخاصہ یہہ ہی کہ لوگ سوال کرتی تہی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچہا ایک نے یا رسول اللہ کہ ابہی خبر نہ تہی کہ رمی پہلی ذبح
کی ہی سو میں نے ذبح کیا پہلی رمی کی پہر حضرت نے فرمایا رمی کرو اور کچہہ حرج نہیں
اور جب کوی حضرت سے سوال کرتا تہا کہ کسی مردنے بہول کر کے یا انجان ہو کر کوی کام
کیا یعنی پہلی کو پیچہی اور پیچہی کو پہلی تب حضرت فرماتی تہی کہ کرو اور کچہہ حرج نہیں اور
سمجہہ اوس کی یہہ ہے کہ سمجہی کہ یہہ حکم علی الاطلاق ہی یا حکایت کسی حال کی کیونکہ
راوی کبہی سمجہتا ہی کہ یہہ حکم ہر حال میں ہی اور دلیل سے روایت کرتا ہی باوجود
اس بات کی کہ واقع میں حضرت نے بطور قصی کی کسی کا حال فرمایا ہی اور ظاہر الفاظ
کی حدیث کی یہہ نہیں معلوم ہوتا ہی پہر جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو پڑے
غلطی میں پڑیگا جب تک کہ قصہ اوس حدیث کا نجانی اور قصہ حدیثون کا ہمیشہ حدیث
میں اکثر مذکور نہیں ہوتا بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ میں مرقوم ہوتا ہی جیسا کہ
مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت میں دو حدیث ہی کہ اون دونوں کی ذکر کرنی میں بہت
طول ہوتا ہی اسواسطی صرف مثال کی لئی خلاصہ اون دونون حدیثون کا مختصر کر کی لکہا گیا
جب عائشہ رض کی نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتی ہیں اَنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ
بِبُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہی بسبب رونی زندی کی اوسپر تب عائشہ رض نے
فرمایا کہ خدا مغفرت کری عبد اللہ کے خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصدا جہوٹ نہیں کہا
لیکن بہول گیا جو حضرت سے سنا یا غلطی اوسکے سمجہنی میں واقع ہوی سو قصہ اوسکا
یون ہی کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذری ایک یہودیہ کی قبر کی سامنی کہ اوسپر کو
روتا تہا تب حضرت نے فرمایا کہ یہہ لوگ اوسپر روتی ہیں اور حال اوسکا یہہ ہے کہ وہ عذاب

کی جاتی ہین ایسی قبرین اور ایک روایت مین اس قدر زیادہ ہی کہ حضرت عائشہ رضی
فرمایا کہ کافی ہی تمکو قران اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی
نفس نہین اوٹہاویگا دوسرے کی بوجہہ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر پڑے کو سو رونا
اور نوحہ کرنا یہہ گناہ زندہ کا ہے مردے پر کیون پڑیگا اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قران کی اسکی معنی اور مراد اور تاویل کی ساتہہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرانی کی خلاف ہین تو اوسپر عمل جائز نہین
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہہ سبب ہے معلوم ہو کہ وہ آیت پہلی اسکی
نازل ہوئی تہی یا قرائن سی اور علامات اور تاویلات سی تطبیق ان دونون کی درمیان
ہوسکی یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طور سی تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کی واسطی بہت علم
درکار ہے کہ اس مقام مین گنجایش اسکی نہین ہوسکتی ہی جیساکہ توضیح کی فصل
النسخ مین اور اور تفسیر احمدی کی خطبی مین لکہا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی
کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنی بہت حدیثین روایت
کی جاوین کی تمہاری واسطی ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی جاوے
تمہارے واسطی کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر اگر اوسکو موافق قران مجید
کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور
بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابون مین مروی ہی اور بعضی محدثون کی نزدیک یہہ
ثابت نہین ہی لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سی ہی معلوم ہوتا ہی جیساکہ
نورالانوار کی بحث سنت مین ہی رَدَّتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا طَلَّقَہَا ثَلٰثًا

وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَرَدَّهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا بِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِيْ اَصَدَقَتْ اَمْ كَذَبَتْ
اَمْ حَفِظَتْ اَمْ نَسِيَتْ یعنی روایت کی ہی فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نے اوسکو
تین طلاق دی اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہیں فرمایا
تھا پھر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چھوڑینگی ہم کتاب پروردگار کو
اور نہ سنت رسولخدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہیں دریافت کرتی ہیں ہم
کہ سچ کہا اوسنے یا جھوٹ اور یاد رکھا ہے اوسنے یا بھول گئی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے
کہ احکام اجماعیہ سے بھی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قران اور
حدیث ہی نہیں ہے بلکہ اجماع بھی حجت ہے جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم میں ہے وَعَنْ
ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ
قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ الخ اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ
کہ جس سے حکم ظاہر ہوا اور دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت
ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہے قران اور حدیث کی تو یہہ تینوں واجب
العمل ہیں یہہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کی ظاہر معنی بالاجماع
متروک ہیں یعنی اتفاق سب علما کی ثابت ہوا کہ اوس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہیں بلکہ تاویل اوسکی
دوسری ہے پھر اس صورت میں اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا
ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت
ہے جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں ہے وَالْحَدِيْثُ الْوَارِدُ فِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغِيْبَةُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ وَهُوَ مُأَوَّلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالْفَتْوٰى
بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

کہ غیبت روزی کو توڑتی ہی بالاجماع باول ہی اور تاویل اوسکی یہہ ہی کہ غیبت سے روزی
کی فضیلت جاتی رہتی ہی اور فتوی دینا خلاف اجماع کی باطل ہی اور اسی واسطی
اگر کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کی پہر اوس نی اوس حدیث کی ظاہر معنی کو اعتبار کرکی
سمجہا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پہر اوسنی قصداً کہانا کہا لیا تو اس صورة مین قضا
اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین بانی کا عذر اوسکی حق مین
مقبول نہین ہی کیونکہ بالاجماع اس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ
کی اوسی مقام مین ہی ظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَةَ فَطَّرَتْهُ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَعَلَیْهِ الْقَضَاءُ
وَالْکَفَّارَةُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ هٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰی
فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِهٖ یعنی کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کی پہر گمان کیا کہ اوس غیبت
نی اوسکی روزی کو توڑا پہر یہہ سمجہ کر کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور
کفارہ دونون اوسپر واجب ہی خواہ کسی حدیث پر اعتماد کرکی روزہ توڑا ہو
یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اس واسطی کہ یہہ گمان اور فتوی بی محل ہی تو اب
معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سی واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماؤل ہی
اوسکی ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہہ بہی معلوم
ہوا کہ بعضی حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہی مسائل اجماعی کی جاننی پر اور منجملہ
اوسکی یہہ ہی کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری
دلیلون سی اسواسطی کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہی کہ ظاہر عبارت سی اوسکی دو معنی
مخالف سمجہی جاتی ہین تو جبتک اوس حدیث کو قران سی یا اور دوسری حدیثون
سی تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہی تو جو کوئی صرف
ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ

حدیث ہی مشکوۃ کی باب القراۃ فی الصلوۃ مین لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
اس عبارت کی دو معنی ہوسکتی ہین ایک معنی تو یہہ ہین کہ نہین جائزہی نماز اوس شخص
کی جو نہین پڑہتا ہی سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث
مین بہی آی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لمن لا وضوء لہ یعنی نہین جائز ہی نماز اوس
شخص کی جسکو وضو نہین ہی جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین
اور دوسری معنی یہہ ہین کہ نہین ہی فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑہتا ہی وہ سورۃ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث مین
بہی آی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہین کامل ہی نماز
مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین اور اسی طور پر دوسری حدیث ہی کہ لاصلوۃ بحضرۃ الطعام
یعنی نماز کامل نہین ہی جس وقت کہ کہانا سامنی حاضر ہو اور دل بہی راغب ہو پس جبکہ
اس حدیث نی دو معنی کا احتمال رکہا اور کچہہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی
کی ترجیح کا نہین ہی تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قرآن اور دوسرے حدیثون
سی ملایا جاوے تو بعد ملانی کی ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سی یہی ہی نہین کمال ہے
نماز کا بدون سورہ فاتحہ کی یعنی بی سورہ فاتحہ کی نماز ادا ہوتی ہی لیکن کامل نہین
بلکہ ناقص اور یہی ہی مذہب امام ابوحنیفہ رح کا موافق اس آیت شریعت کی
فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی یعنی پڑہو جسقدر تمکو آسان ہو قرآن سی اور اس آیت
سی معلوم ہوا کہ کوی سورہ معین فرض نہین ہی اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کسیکو نماز تعلیم کرنی کی وقت فرمایا ہی فاقرأ
ما تیسر من القرآن اور دوسرے حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہی ثلث
آیات یقرء بہا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان

یعنی تین آیتیں ہیں کہ جو پڑہی تم میں سی کوئی اوسکو نماز میں پس تو بہتر ہی اوسکی حق
میں پس تو منی جامع ہوئی سی تو اس حدیث ی معلوم ہوا کہ تین آیتیں سورہ سی جو
نماز میں پڑھنی کافی ہی اور جانا چاہی کہ یہہ حکم امام اور منفرد کی حق میں ہی اور مقتدی
کو قراءۃ حرام ہی الغرض اس حدیث کو اگر پچھلی معنی پر حمل کیا جاوے تو قران اور
دوسری حدیثوں سی تطبیق ہوتی ہی اور اگر پہلی معنی پر حمل کیا جاوی تو قران اور
دوسرے حدیثوں کی خلاف ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ جب تک اوس حدیث کو
قران اور دوسری حدیثوں سی ملایا نجاوی تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہیں سمجھی جاتی
ہی اور منجملہ اوسکی معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس میں متعارض ہوں
تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہی اور عمل کرنا کس پر صحیح ہی اور ترجیح بہت سبب
سی ہوتی ہی ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت درازی بیان
ہونی کی واسطی چند چیزیں ذکر ہوتی ہیں کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت
کلام اللہ کی ہوتی ہی یعنی وہ حدیث میں اختلاف ہو تو قران جس حدیث سی موافق
ہو وہ راجح ہی اور کبھی واسطی توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبھی اس
جہت سی کہ ایک حدیث بعضی وقت میں وارد ہی اور دوسرے اکثر احوال میں
اور کبھی اس جہت سی کہ ایک حدیث کی راوی فقیہ اور مجتہد تہی یا وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیشتر حاضر رہتی تہی تو اونکی روایت دوسروں
کی نسبت سے غالب ہے اور کبھی بجہت تقدم اور تاخر کی یعنی حدیث موخر راجح
ہی کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہی جیسا کہ مسئلہ آمین کہنی کا بعد سورہ فاتحہ کے
کہ اوسکی اخفا میں بہی حدیث وارد ہی اور جہر میں بہی مروی ہی پہر یہہ حدیث اخفا
کی کئی وجہ سی غالب ہے اول یہہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضی وقت میں وارد ہے

یعنی امت کو تعلیم کے لئے تو لوگ جانتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں کبھی آواز بلند کر کے قرائت فرماتے تھے تاکہ لوگ قرائت کی مقدار کو معلوم کر لیں یعنی کس وقت میں کس قدر قرآن پڑھنا چاہئے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوٰۃ الظہر والعصر میں ہے عن أبي قتادة رضہ أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الظهر في الأوليين بأم الكتاب وسورتين وفي الركعتين الأخريين بأم الكتاب ويسمعنا الآية أحيانا وعن البراء قال كنا نصلي خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر فنسمع منه الآية بعد الآيات من لقمان والذاريات اور بخلاف حدیث اخفا کی کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات میں ہے تو اس واسطے حدیث اخفا کی غالب ہے جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ میں لکھا ہے إن الجهر بها في بعض الأحيان كان للتعليم فعلا كما ورد وكان يسمعنا الآية أحيانا لا ليكون سنة مستمرة ولذا تركه عمر وعلي وابن مسعود رضي الله عنهم اور کافی میں ہے والجهر المروي محمول على أنه كان اتفاقا لا قصدا أو كان لتعليم الناس أن الإمام يؤمن كما يؤمن القوم دوسری وجہ یہ ہے کہ اخفا کی راوی عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رضہ اور انکی مانند ہیں جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادۃ میں ہے اور یہ راوی بہ نسبت جہر کے بڑے فاضل ہیں اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو تو دوسرے حدیث پر جسکا راوی ویسا نہو غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہاں بھی رفع یدین کی مسئلہ میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصا روایت اور مذہب عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے

سیہ پیروی کرو ابو بکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوۃ کی باب جمیع المناقب مین ہی حذیفہ
مسعود رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر
وعمر اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی علی رض کی شان مین فرمایا ہی کہ مین
گہر ہون علم کا اور علی دروازہ ہی اسکا جیسا کہ مشکوۃ کی باب مناقب علی مین ہی
انا دار الحکمۃ وعلی بابہا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کو حضرت پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود
تمکو کہی اوسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوۃ کی اوسی باب مین ہی وما حدثکم
ابن مسعود فصدقوہ پہر جب راوی اخفای آمین کی عمر ابن الخطاب اور علی
ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹہیری اور یہہ تینون صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہین اور عمل بہی اونکا یہی تہا تو بیشک اخفا راجح ہی اور پیروی
اوسکی واجب اور تیسری وجہ یہہ ہی کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کی موافق ہی
اسواسطی کہ قرآن مین آیا ہی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین
دعا کرو تم خدای تعالی سی عاجزی اور پوشیدگی سی بی شک خدا نہین دوست
رکہتا ہی حد سی گذرنیوالون کو یعنی اللہ نی دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو
کوی عاجزی اور اخفا نکرے اوسپر رحم نہین کرتا ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا
اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول یاد کر اپنے
پروردگار کو اپنی دل مین عاجزی اور ڈر سی بلند آواز کرکی نہین اور تیسیر الوصول
کی باب التفسیر مین ہی قال اصحابہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ
فنزلت واذا سالک عبادی عنی فانی قریب پوچہا اصحاب رض نی پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سے کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے تو چپکی دعا کریں یا دور ہے

تو سورہ کی تکا دین تہہ نازل ہوئی یہہ آیت جب سے چپ ہین تجہسی پہر سے بلندی پہر حال کہ
تو کہو کہ ہی شبہہ مین نزدیک ہون پہر اون تین آیتون سی معلوم ہوا کہ ہر دعا کو
اخفا واجب ہے مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع سے اوری اختلاف
کی نوبت ہو تو البتہ وہان جہر جایز ہی جیسا کہ حج کی تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین
کا بہی دعا ہے کیونکہ معنی اسکی ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع
سے ہر گز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
اللہ کی موافق ہی راجح ہوئی جیسا کہ نہایہ مین ہی وَتَرَجَّحَ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّامِیْنَ دُعَاءٌ
فَاِنَّ مَعْنَاہُ اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ وَالسُّنَّۃُ فِی الْاَدْعِیَۃِ الْمُخَافَتَۃُ عَلٰی مَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ اور
عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کی خوف
سی نہین لکہا گیا اور چوتہی وجہ یہہ ہے کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے
مروی ہی ضعیف ہے جیسا کہ یحیی ابن معین نی کہ سردار محدثون کی اور شیخ کو
استادون امام محمد بخاری کی جنکا حال تیسیر الوصول کی خطبی مین لکہا ہی ضعیف کہا
ہی اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہی وَاِنَّ الشَّافِعِیَّ یَجْہَرُ
بِہَا عِنْدَ الْجَہْرِ بِالْقِرَاءَۃِ لِحَدِیْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّہٗ قَالَ اٰمِیْنَ وَمَدَّ بِہَا صَوْتَہٗ وَمَا رَوَاہُ ضَعَّفَہٗ یَحْیَی ابْنُ مَعِیْنٍ فَلَا یَکُوْنُ
حُجَّۃً اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہی تا بجہہ
اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نی لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین نقل
کیا ہی اور پانچوین وجہ یہہ ہی کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اسکا موخر ہی یہہ حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہے جیسا کہ کفایہ اور عنایہ او نہایہ
۱۰۴

یہ ہی قال عبد اللہ بن مسعود رض ترک اناس الرفع بالنا ولی ونا ق ولہ
علیہم النبی فرمایا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض نی کہ لوگون نی آمین شور سی کہنا چہوڑ
دیا اور یہہ چہوڑا اوسی کو سبب یقین حاصل ہوا اون سب کو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا
کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیث وارد ہی لیکن عدم رفع
کی حدیث کو بہت وجہ سی غلبہ ہے وجہ اول یہہ ہی کہ حدیث عدم رفع کی راوے
زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑی فقیہہ اور بڑی فاضل ہین جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعود رض
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر مین ملازم رہتی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی احوال پر کمال مطلع ہتے اور اس واسطی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود کہی اوسکی پیروی کرو اور اصحاب
عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی بہشت کی خوشخبری
دی ہی اور یہہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتی اور حضرت کی مجلس
مین خصوصا نماز کی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت نزدیک رہتی ہتی اور
حضرت صلعم کی احوال پر خوب واقف ہتی بخلاف حدیث رفع کی راوی کہ اس مرتبہ
مین نہتی تو البتہ حدیث عدم رفع کی راجح ہی جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہی واعلم ان الآثار عن الصحابۃ والطرق عن النبی صلعم کثیرۃ جدا و
الکلام فیہا متسع من الجانبین و بعد ذلک فہو بثبوت روایۃ کل من الامرین عنہ علیہ
السلام یحتاج الی الترجیح لقیام التعارض ویترجح ما صرنا الیہ بانہ قد علم انہ کانت
اقوال مباحۃ فی الصلوۃ وافعال من جنس ہذا الرفع وقد علم نسخہا
فلا یبعد ان یکون ہو ایضا مشمولا بالنسخ خصوصا وقد ثبت ما یعارضہ
ثبوتا لا مرد لہ وکذا انا فضیلۃ الرواۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثمّ حدث من يخفى عن عبد الله بن مسعود رض وشق على ابراهيم الخ
وحدوده وتتبعه لاحوال النبي صلى الله عليه وسلم ملازمته له في اقامته و
سفره فيكون الاخذ بما عنده انفع وهو اولى من ان يقر بتأمله اور بنایہ وعنایہ
اور ذخیرۃ العقبی مین ہی ورد عن العشرة المبشرة الذين هم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
الذين كانوا يلازمون النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وعنه انه رأى ابن عمر وقال ان الخير
كانوا يصلون خلفه صلى الله عليه وسلم والاخذ بقول الاقرب اولى وروي عن
ابن عباس رضي الله عنه قال ان العشرة الذين بشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة
لم يكونوا يرفعون ايديهم الا عند افتتاح الصلوة اور دوسری یہہ وجہہ ہی کہ بعضی
صحابی حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعضی نی عدم رفع یعنی ارسال کو روایت
کیا لیکن قول حضرت کا عدم رفع کی موافق ہی اور رفع کی مخالف اور قاعدہ ہے
کہ جب حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکی موافق ہو تو اوس فعل کو
غلبہ ہی جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہی لكنه لما تعارضت روايتا فعله
وجب المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في
سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتكبيرة العيدين والاربع
في الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کے کتابون
مین ہی اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بہی ہی لیکن
عبارت مین ان سب کتابون کی کچہہ کچہہ اختلاف ہی اور مضمون سبکا ایک
ہی تیسرے وجہ یہہ ہی کہ رفع یدین صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے
ثابت ہوا ہی قول اور حکم سے ثابت نہین ہے بلکہ قول حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا عدم رفع مین وارد ہی اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کی فعل اور قول مین

اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہی القول مقدم
علی الفعل اور دوسری مقام میں ہی حکایۃ الفعل لا تعم اور مخصوصا جبکہ
منع حضرت کا وارد ہوا یعنی آنحضرت نے لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرنے سے منع فرمایا
ہو تو بے شک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے
لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ میں ہی رای
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقواما یرفعون ایدیہم فی الصلوۃ عند الرکوع وعند
رفع الراس من الرکوع فقال ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوۃ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ
میں بھی ہی لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہی اور جو تھی وجہ یہ ہی کہ رفع یدین
مقدم ہی یعنی ابتدای اسلام میں تہا پھر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح
ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ میں ہی ما رواہ
محمول علی الابتداء ای انہ کان ثم نسخ عن ابن الزبیر رض انہ رای رجلا یرفع
یدیہ فی الصلوۃ عند الرکوع فقال مہ فان ہذا شیء فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم ترکہ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ میں ہی قال ابن
مسعود رض رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعناہ وترک فترکناہ الغرض
رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابوں سی ثابت ہی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور
اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادت لیکن طوالت کی خوف سی ہر ایک کے عبارت جدا
جدا نہیں لکہی گئی اور تیسرا امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم میں داخل ہیں اور اس بات
کو ماننا بہی بہت سی چیز کی جاننی پر موقوف ہی اس مقام میں مثال کی واسطی تہوڑا ذکر

١٠٩

کہ جیا تا ہی سمجھہ اوسکی یہہ ہی کہ جانی کہ یہہ حدیث مکلف کی حق میں ہی یا عام بعضی کردہ
کی حق میں کیونکہ بہت سی احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتی ہیں ایک کسی کی حق میں
درست اور دوسری کی حق میں نادرست تو جب اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ حکم و
کس جنس میں ہی اور اوسکی تحقیق کیا حکم ہی اور اگر یہہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی میں
پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب القبلۃ والمباشرۃ میں ہی وعن ابی ھریرۃ رضہ
قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ
فاتاہ اخر فسالہ فنھاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نھاہ شابا
اخرجہ ابو داود یعنی ابو ہریرہ رض نی کہا کہ سوال کیا ایک مرد نی حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنی بدن کو عورت کی
بدن سی درست ہی یا نہیں آپ نی اوسکی واسطی درست رکہا پہر دوسری نی یہی
ایسی ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نی منع فرمایا تو جس شخص کی واسطی درست رکہا
تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اوس کی یہہ ہے کہ جانے
یہہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق میں تہا یا عام تہا سب مکلف کی لئی کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کے روسے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کی حق میں درست رکہتے تہے اور دوسری کی حق میں نادرست اور حضرت
کی بعد سب مکلف کی حق میں برابر ہوا جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب وجوب الصلوۃ میں
ہی عن عبد اللہ ابن فضالۃ عن ابیہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وکان فیما علمنی حافظ علی الصلوات الخمس قال قلت ان ھذہ ساعات
لی فیھا اشغال فمرنی بامر جامع اذا انا فعلتہ اجزاعنی فقال حافظ علی
العصرین وما کانت من لغتنا فقلت وما العصران قال صلوۃ قبل طلوع

لِلشَّمْسِ وَصَلٰوةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا اَلتَّرجمہ ابو داود عبد اللہ بن فضالہ نی روایت کیا

ہی اپنی باپ سی کہ کہا اوسنی تعلیم کیا مجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اور جس بات کو

کہ حضرت نی ہمکو سکہلایا تہا اون میں سی ایک یہہ تہا کہ حفاظت کر پانچ وقت کے

نماز کو پہر کہا اوسنی کہ عرض کیا میں نی کہ ان سب وقت میں میری واسطی بہت کام

رہتا ہی سو مجکو حکم کیجئی ایسی ایک عبادت کا کہ جب میں اوسکو کرون تو کفایت کرے

مجکو سو فرمایا حضرت نی کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی کی نہ تہا

اسو اسطی میں نی اوسکو نہ سمجہا پہر میں نی پوچہا تب فرمایا حضرت نی کہ نماز پہلی طلوع آفتاب

کی اور نماز پہلی غروب اوسکی اور منجملہ اوسکی یہہ جانی کہ یہہ حدیث کون سی شہر

والون کی حق میں وارد ہی اس واسطی کہ بہت احکام باعتبار شہرون کی مختلف

ہوتی ہین اور حدیث کی عبارت مین اوس شہر کا کچہہ ذکر نہین ہوتا ہی جب وہ شخص

اس بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ یہہ حکم ہمپر ہے یا دوسرے پر اور اگر یہہ فرق نجانیگی

تو سخت خرابی مین پڑیگا جیسا کہ مشکوۃ کی باب اداب الخلاء مین ہی عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ

وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ یعنی جب تم پاخانہ مین آو

تو قبلہ کی طرف موہنہ یا پیٹہہ نکرو ولیکن پچہم یا پورب کے طرف موہنہ کرو تو یہہ حکم

مدینی والون کی حق مین اور مانند انکی ہی اس واسطی کہ مدینہ مطہرہ اور مکہ معظمہ

کی ہی تو جب پچہم یا پورب کی طرف منہہ کرینگا تو قبلہ کی جانب مین منہہ نہوگا جیسا کہ

تیسیر الوصول کی باب اداب الاستنجا مین ہی قَوْلُهٗ شَرِّقُوْا وَغَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ

وَلِمَنْ قِبْلَتُهٗ عَلٰی ذٰلِكَ السَّمْتِ وَاَمَّا مَنْ كَانَتْ قِبْلَتُهٗ اِلَی الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ فَلَا یُشَرِّقُ

یعنی قول حضرت کا شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کی لئی اور جو لوگ کہ قبلہ

اور نیا اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اون کی حق مین
یہہ حکم نہین ہے اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین ہی عن
ابی هريرة رضی قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما بين المشرق والمغرب قبلة
أخرجه الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچہم کے قبلہ ہی تو یہہ حکم بہی اہل مدینہ
اور مثل اون کی واسطی ہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جاننے
کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہی جیسا کہ ایک حدیث لوگون
مین مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین ہی اکرموا الخبز فانها من برکات السماء
والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سی آسمان اور زمین کی ہے
یعنی روٹی جب آوی تو انتظار سالن کا مکرو تو یہہ حکم گہر کے کہانی مین ہی ضیافت
مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری جیسا کہ اوس
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وهذا فی بيته واما فی الضيافة فينتظر
الاذن تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہو گا تو ضیافت کی مجلس مین جیسے لوگون
کی عادت ہی کہ پہلی روٹی لاتی ہین تو وہ شخص پہلی روٹی ہی تہوسنے لگیگا اور سالن
کی لیئے شور مچانی لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو
انتظار سے اور تاخیر مین پہنچیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین
واقع ہوتی ہین نعوذ بالله منهم اور منجملہ اوسکی جاننا کہ یہہ حدیث کس وقت مین وارد
ہوئی تہی کیونکہ بہت سے حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ
ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کر لکہا جائیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا
کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہی نهاهم عن اربع الحنتم والدباء والنقير والمزفت
یہہ چار نام اون برتنون کی ہین کہ جسمین شراب رکہی تہی سو جب شراب حرام ہو

۱۱۳

نوان برتنون کا استعمال بهی حرام هوا تا که لوگون کو شراب یاد نه پڑے اور الفت
اوسکی تری اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوی اور جب لوگ خوب شرع کی حکمون
مین مضبوط هوئی تو یهه حکم منسوخ هوا اور منجمله اوس کی یهه جاننا که وه حدیث
مطلق احوال مین وارد هی یا کسی عذر کی حالت مین واقع هی کیونکه بهت سی حدیثین
هین که عبارت اونکی مطلق هی اور حقیقت مین سو وه اونکا حالت عذر سے اور
جس شخص کو عذر نهو اوسکی حق مین وه حکم نهین ہے تو جب تک اس بات کو نه
سمجهیگا بچایگا که یهه حکم هم پر هی یا دوسرے پر جیسا که مشکوٰة کی باب صفة
الصلوة مین هی وعن مالک بن الحویرث انه رای النبی صلی الله علیه وسلم
یصلی فاذا کان فی وتر من صلوته لم ینهض حتی یستوی قاعدا رواه البخاری
روایت هی مالک بن حویرث سی که دیکها اوسنی نبی صلی الله علیه وسلم کو نماز پڑهتے
اور جب هوتی حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کے یا تین رکعت کی بعد تو نه
اوٹهتے یهان تک که اچهی طرح سے بیٹهتے اور شیخ عبد الحق دهلوی نی اسکی
ترجمه مین لکهاهے که یهه بیٹهنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تها جس
طرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیره اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت
نهو تو اوسکی حق مین وه سنت نهین اور هدایه اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین
بهی ایسهی مذکور هی خلاصه اس جواب کا یهه هی که قران اور حدیث سی حکم نکالنی
کی واسطی بهت سی امور ضرور هین که تفصیل اون کی اس مقام مین نهین
هوسکتی هی اس واسطی صرف مثال کی لئی چند باتین کهی عوام اور خواص اوسکو
بی تکلف سمجهین یهان بیان کی گئین اور اونکی سوا اور شرطین بهی ضرور هین
که اونکی مضمون کو بهی سمجهنا ایک عوام کو دشوار هی جیسا که اصول فقه اور اصول

حدیث کی کتابون مین متصل اور مصرح ہے اور اون سب شرطون کا اس زمانہ
مین پایا جانا سخت مشکل اور بعید ہو گیا بلکہ متعذر اور محال ہی چنانچہ سابق جو
شرطین بعض لوگون کی مذکور ہوئی ہین اونکی مضامین مین غور کرنی سی صاف ظاہر
ہوتا ہی اسواسطی اس زمانہ مین بلکہ زمانہ دراز سی سب عالمون نی خوب دریافت
کیا کہ قران اور حدیث سی بالاستقلال حکم نکالنا نہین ہو سکتا ہی کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکی راویون کا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجوی
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بن کر اون سب شرطون کو
حاصل کرنیکی لئی کسی محدث یا مجتہد یا فقیہہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدای
تقلید کسی مجتہد کی اپنی اوپر واجب کر لی ہی اور اسی واسطی سب علمانی اجماع کیا اس
بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کی نزدیک
اسکا اجتہاد مقبول ہو اور مذہب اوسکا نقل تواتر سی منقول ہو اور مسایل اور قواعد
اوس کی مذہب کی بتمہ مفصلا مروی ہون تو ایسی کے تقلید درست ہی
پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتھ سوای ان چار امام کی پایا نہین گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کی ساتھ سوا ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا اس واسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوای کہ ان چار مذہب مین سی ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے اور ان کی سوای اور کسی مجتہد کی تقلید
یا دوسرے کسی طریقہ کی پیروی جایز نہین ہی اور کوئی یہہ گمان نکری کہ صرف
علمای حنفی نی یہہ اجماع کیا ہی بلکہ دوسرے مذہب مختلف کی علما نی بھی اس

115

اسی بات پر اتفاق کیا ہی جیسا اس جواب مین سوال چوبیسوں کی بہت سے
کتابوں سے مذکور ہوا ہی ہر بابۃ تفصیل کی حاجت نہین ہی لیکن بطور نمونہ
کی صرف ایک کتاب سے اٹھایا جاتا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہی
وَفِی زَمَانِنَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِی ھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ
عَلَیْہِ بَیْنَہُمْ وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْہِ اَیْضًا لَا بِاعْتِبَارِ اَنَّ مَذَاھِبَ غَیْرِہِمْ مِنَ السَّلَفِ
بَاطِلَۃٌ وَ اِنَّمَا بِاعْتِبَارِ اَنَّ مَذَاھِبَہُمْ وَصَلَتْ اِلَیْنَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ عَنْ جَمَاعَۃٍ
بَعْدَ جَمَاعَۃٍ فِی کُلِّ سَاعَۃٍ مِنْ زَمَانِہِمْ اِلٰی زَمَانِنَا ھٰذَا ۔ لَا یُمْکِنُ عَدُّ الرُّوَاۃِ
وَلَا اِحْصَاؤُہُمْ فِی اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَ بُیِّنَتْ لَنَا شُرُوْطُ مَذَاھِبِہِمْ وَ فُصِّلَتْ
مُجْمَلَاتُہَا وَقُیِّدَتْ مُطْلَقَاتُہَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ بِخِلَافِ مَذَاھِبِ غَیْرِہِمْ
مِنَ السَّلَفِ فَاِنَّہَا نُقِلَتْ اِلَیْنَا بِطَرِیْقِ الْاٰحَادِ فَلَوْ فُرِضَ اَنَّ حُکْمًا مِنْ اَحْکَامٍ نُقِلَ عَنْ
بَعْضِ مَذَاھِبِ السَّلَفِ بِطَرِیْقِ التَّوَاتُرِ یُحْتَمَلُ اَنْ یَّکُوْنَ مُجْمَلًا لَمْ یُفَصِّلْہُ نَاقِلُہُ وَاِنْ لَہٗ
قَیْدًا لَمْ یُنْقَلْ بِہٖ نَاقِلُہٗ اَوْ شَرْطًا یَتَوَقَّفُ الْقَوْلُ بِصِحَّتِہٖ عِنْدَ ذٰلِکَ الْمُجْتَہِدِ فَیَکُوْنُ الْعَمَلُ
بِہٖ بَاطِلًا فَلِھٰذَا الْاَمْرِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِی اِتِّبَاعِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ لَا غَیْرُ
خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی کہ اس زمانی مین تقلید منحصر ہی انہین چار کی ایک مذہب
مین اور ان چار کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہی اسواسطی کہ ان چار
اماموں کا مذہب بنقل متواتر سی منقول ہوا ہی اور اونکی زمانی سی لیکر اس زمانی تک اس
قدر راوی ان مذہب کی گذری ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہی اور ان مذہبوں
کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور اور مذہبوں کی کہ تواتر
سی مروی نہین ہی اور تفصیل اونکی نہین ہوئی ہی تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کر
اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت

اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو تو ان صورتوں مین عمل اوسپر باطل ہو گا
اسواسطی اہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہی اور شافعی علما لی بہی ایسہی کہا
ہی جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ
المرام کا اور شافعیون کی نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہی اوسنی فتح المبین فی شرح الاربعین
کی اربعین حدیث کی شرح ہی مین لکہا ہی اَمَّا فِي زَمَانِنَا فَقَالَ اَئِمَّتُنَا لَا يَجُوْزُ تَقْلِيْدُ غَيْرِ
الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَحْمَدَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ
لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاهِبِهِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْكَامُهَا وَخَدَمَهَا تَابِعُوْهُمْ
وَحَرَّرُوْهَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُكْمًا حُكْمًا فَلَا يُوْجَدُ حُكْمٌ اِلَّا وَهُوَ مَنْصُوْصٌ لَهُمْ اِجْمَالًا
اَوْ تَفْصِيْلًا بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ فَاِنَّ مَذَاهِبَهُمْ لَمْ تُحَرَّرْ وَلَمْ تُدَوَّنْ فَكَذٰلِكَ لَا تُعْرَفُ
لَهَا قَوَاعِدُ يَتَخَرَّجُ عَلَيْهَا اَحْكَامُهَا فَلَمْ يَجُزْ تَقْلِيْدُهُمْ فِيْمَا يُحْفَظُ عَنْهُمْ مِنْهَا
لِاَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ مَشْرُوْطًا بِشُرُوْطٍ اُخَرَ وَكَلُوْهَا اِلٰى فُهُوْمِ اَصْحَابِهَا مِنْ قَوَاعِدِهِمْ فَقَلَّتِ
الثِّقَةُ بِخُلُوِّ مَا يُحْفَظُ عَنْهُمْ مِنْ قَيْدٍ اَوْ شَرْطٍ فَلَمْ يَجُزِ التَّقْلِيْدُ لِخَشْيَةِ ذٰلِكَ۔ خلاصہ ترجمہ
اوسکا یہہ ہی ہماری اماموں نی یعنی شافعیون نی کہا ہی کہ اس زمانہ مین ان چار
اماموں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جایز نہین ہی اسواسطی کہ ان اماموں کی
مذہب اور اونکی قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلے اونکی خوب ثابت ہین اور
تابعون نی اونکی مذہب کو خوب صاف کیا ہی اور بالتفصیل ہر ایک کو لکہا ہی بخلاف
اور مجتہدون کی کہ اونکا مذہب لکہا ہوا نہین ہی اور قاعدے اونکی معلوم نہین اور تفصیل
اون کی مذہب کی منقول نہین اور مسئلے اون کی مذہب کی صاف نہین اسواسطی
اونکی مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی اماموں نی بہی ایسہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم ابن
مرعی سرخسی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی اور

فتوحات الوہبی فی شرح الاربعین النووی ۔ اٹھائیسویں حدیث کی شرح میں لکھا ہی

بما عرفت من تقوية الصحابة الآدابة او عن بعضهم اوزی باجماع من بقية الصحابة اذ وقع بينهم الخلاف الى قوله وهذا في المتابع الصرف في تلك الازمنة القريبة من زمن الصحابة اما فيما بعد ذلك فلا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة مالك وابي حنيفة والشافعي واحمد لان مذاهبهم عرفت قواعدها عند مقلديهم وانتشرت احكامها وخدم مباحثها وحررت روؤها فرعا فرعا وحكما حكما

خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفوں سی یا بعض سی اونکی معلوم ہوا ہی تو وہ مقدم ہی دوسری صحابی کی قول پر اور یہہ بات اوس زمانہ کی مقلدوں کی بابت ہی لیکن اوس زمانہ کی بعد جایز نہیں ہی تقلید سوای ان چار اماموں کی یعنی مالک ابوحنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ اون کی مذہب کی قاعدی سب معروف ہیں اور مسائل اون کی خوب ثابت اور مشہور ہیں اور تابعون نی اونکو خوب ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصل لکہا ہی اب حاصل اس سب کا یہہ ہی کہ اکثر کی علما اور ہر مذہب کی فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہی کہ اس زمانی مین تقلید ایک امام کے ان چار اماموں میں سی واجب ہے اور اون کی سوا اور کسی کی تقلید درست نہیں ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانی کی خواص کو بہی اپنی سمجہہ کی موافق قران اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکی مسئلہ نکالنا جایز نہیں اور اگر کوی فاضل یا کوی درویش اس اجماع سی نکلا ہو یا اوسنی اس اتفاق کی برخلاف کیا ہو یا اوسکی مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچہہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ وہ اجماع کہ حدیثوں کی روسی پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سی عبارت ہی کہ اکثر علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کریں پہر اگر کوئی

شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس اجماع میں شریک ہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں
ہی بلکہ وہ خود برخلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام
میں ہی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یون
ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی گر پڑا وہ جہنم میں وعن معاذ بن جبل رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ
الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنی بیشک شیطان
آدمی کی حق میں ایسا ہی جیسا بہیڑیا بکری کی حق میں ہی کہ پکڑتا ہی بکری بہڑکی ہوی اور دور پڑی
اور کنارے کری ہوئی کو تو واجب تر یہی ہی کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کے
پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ یعنی جو کوئی جدا
ہوا جماعت سی ایک بالشت کی اندازی تو بیشبہہ اوسنی اسلام کا ڈورا اپنی گردن سی
نکالا الغرض ان حدیثوں سی صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کرین وہ
واجب ہوتا ہی اور بعضی کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہی بلکہ جو اکثر کا مخالف ہو تو اوسپر
خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہی نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت
کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سی بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی شریعتک
ورضاک واتم اقدامنا علی طریقتک وہداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین و
آلہ الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبہ الہادین سیما علی سید المجتہدین
امامنا وامام المسلمین وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین فقط

119

الحمد لله کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکی سوالوں کو کئی شخصوں نے کیا تھا اور جواب
کو اوسکی عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے
بہت بحث اور تلاش کر کے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور بڑی معتبر اور معتمد کتابوں کی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما
اور فضلا و صلحا نے بنور و تامل اوسے دیکھہ موافق عقاید مذہب سنت و جماعت خصوصا
مطابق طریقہ حنفی سمجھہ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنی دستخط اور مہروں سے مزین
فرمایا اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کی مولف کو جزای خیر عطا فرماوے امین
ثم آمین + تصحیح سے خیر خواہ خلق اللہ خاکسار سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی
عفی اللہ عنہما کے مطبع احمدی میں پہلی سنہ ۱۲۵۷ ہجری میں چھاپا گیا تھا اب وہ نسخہ
کمیاب ہو گئی اور خواہش مند بہت رہے اس لیے دوسری بار پہر سید موصوف کی تصحیح
سے اوسی مطبع میں چھاپا گیا سنہ ۱۲۵۹ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بر نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسایل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت
وجماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر
طبق ان واجب و متحتم است

صدر کلکتہ　　امین مدرسہ کلکتہ　　مفتی عدالت دیوانی کلکتہ

جوابہای این رسالہ
ہمہ صحیح و درست بے کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران صلی
اللہ علیہ وسلم و بر حسب اجماع علمای راسخین و بر طبق اتفاق فضلای کاملین است

مخالف این همه مسایل در حقیقت مخالف ان دلایل است

مدرس سیوم	مدرس دوم	مدرس اول مدرسه مرشد آباد	مدرس اول مدرسه کلکته

معاون دویم	معاون اول	مولوی کمیٹی	مدرس چهارم

این رساله را به نظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت هدایت بخش کور باطنان اهل بدعت و رهنمای گم گشتگان بادیه ضلالت است علمای حنفیه را بجز پذیرفتن این رسالت باطنی و فضلای طریقه را تمسکی است

شید المبانی

مدرس مدرسه ... کور	مدرس مدرسه ... کور	معلم ... مدرسه ... کور	مدرس مدرسه ... کور

۱۲۵

قد ثبت صحيح عليه العمل في الدين [illegible]
ونصيحة لله ولرسوله ولائمة المسلمين [illegible]
[illegible] كتاب العزيز [illegible]
مستنقر [illegible] انكار [illegible]
وتعجيه بيان ان الائمة [illegible] الخلفاء
[illegible] الصحابة الكرام [illegible]
الراشدين [illegible] الاربعة [illegible]
لم يختلف اثنان في تفضيلهم [illegible]
[illegible] رحمه الله [illegible]
[illegible] المضلة [illegible]

مدرس ايضا	مدرس ايضا	معاون ايضا	مدرس مكتب هوگلی
مدرس اول مكتب [illegible]	مدرس	مدرس	مدرس دار [illegible]
واعظ و خليفه سيد احمد [illegible]	خليفه حضرت ممدوح	واعظ و خليفه حضرت ممدوح	مفتی ضلع [illegible]
مفتی ضلع [illegible]	مفتی ضلع [illegible]	مفتی [illegible]	مولوی [illegible]
واعظ و امام مسجد شاهزاده	خليفه حضرت ممدوح	خليفه حضرت ممدوح	مولوی [illegible] كلكته
مولوی [illegible]	مولوی [illegible]	مولوی [illegible] صدر	مولوی [illegible]

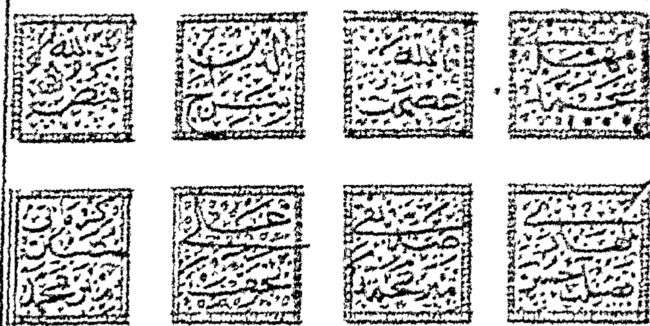
محافظ دفتر [illegible] مولوی [illegible] واعظ و خليفه حضرت

واعظ واحظ وخطیب ... حافظ سابق کتب خانہ عالیہ مولوی اسکول

کلکتہ کی مدرسہ میں جو لوگ علوم دینی
قریب التحصیل ہیں ان میں سی بعضوں کی نام

معاون مہتمم ... مولوی ...

محسنہ مدرسہ میں جو لوگ علوم دینی حاصل کر کی
قریب التحصیل ہیں اور ان میں سی بعضوں کی نام



جاننا چاہیے کہ بعضی لوگ چارون مذہب کو انکار کرتی ہین اور کسی کی ان چارون
سی تقلید نہین کرتی اور عوام حنفیون کو اپنی مذہب سی بداعتقاد کرواتی ہین
اور مسئلہ مین شک ڈالتی ہین اور اعتراضات بیجا کرتی ہین اور مخالف حدیث
کی بنا کرکی عوام کو گمراہ کرتی ہین اسواسطی اکثر مسلمان سب اس دیار کی مسئلی
پوچھنی کی لیی اور اپنی مذہب کی تحقیق کی جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت
محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کی حضور مین آتی تھی
اور جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہوسکتی تھی فتوی لکھوا کر منگواتی تھی پھر جب
مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی
ہی اس واسطی بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کی ایک رسالہ تالیف فرمایا او
اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تا کہ لوگ اس رسالہ کو پڑھ کر اپنی مذہب مین مضبوط
ہو دین اور لوگون کی بہکانی سی گمراہ نہ ہوین اسکی بعد جناب حاجی سید
عبد اللہ صاحب نی بلحاظ رفاہیت خلائق کی اوسکو چھپوایا پھر یہہ رسالہ
اکثر ملکون مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑھ کر اپنی مذہب مین مضبوط
ہو گئی اور جو لوگ کہ ان قوم کی بہکانی سی شک مین پڑی تھی اس کتاب

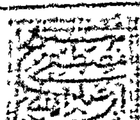
کو سنی پاتی ہی اونکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضی بیچارے عوام اور ضعیف
الاعتقاد کہ ان قوم کی گمراہی مین پڑی تھی اس رسالہ پر واقف ہوکر اپنی گمراہی
سی توبہ کی تب ان قوم نی جب یہہ حال دیکھا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس
رسالہ سی واقف ہوتا ہی اون کی حق مین فساد اور فریب اونکا کچھہ تاثیر نہین
کرتا ہی اور مسلون پر طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض
کرنا کچھہ فایدہ نہین دیتا ہی تب اس قوم نی اس طور کی فریبون کو چھوڑ کر ایک
دوسرا نکالا اور وہ یہہ ہی کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنی لگی اور جاہلون کی سامنی اس رسالہ پر اعتراض کرنی لگی تاکہ لوگ اس
رسالہ سی بد اعتقاد ہوویں اور اسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضی لوگ
جناب مدرس صاحب کی حضور مین عرض کرنی لگی کہ ان قوم بدمذہب کے
سوال کا جواب کچھہ لکہنی کہ چھپوا دیا جاوی تاکہ ان قوم کا فساد کچھہ نہ چلی اور
لوگون کو اس رسالہ مین کچھہ شک نہ پڑی لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکی
طرف التفات نہین کرتی اور فرماتی کہ سوال بیجا کا جواب دینا بھی بیجا ہی کیونکہ
جواب جاہلان باشد خموشی ؛ پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر بیانی نی دیکھا کہ
جاہلون کا کچھہ جواب ہی نہ دینا سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہی اس
واسطی مختصر کرکی لکہا جاتا ہی تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھہ کر یا سنکر اون قوم کی
جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اون کی اعتراض اور اوسکی جواب کو دریافت
کرکی معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ انکا بی حقیقت ہی
اور صرف فساد اور شرارت ہی اور ہر چیز مین خدا ہی سی توفیق ہی اور اوسی
کی عنایت سی تحقیق ان قوم کا اعتراض یہہ ہی کہ پہلی حدیث پر رسالہ نظام
الاسلام کے یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول الله صلی الله

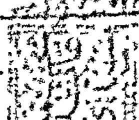
علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما

فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہی اور حدیث مین چوری کی ہی یعنی
مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کی جو اس حدیث مین مذکور ہی اس مقام مین اوسکو
نہین لکھا اس فریب کا رفع کئی طور سی لکھا جاتا ہی پہلا دفعہ یہہ ہے کہ اس
حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی نام کتاب کا اور تعیین مقام کا اور تعداد
صفحہ کا ذکر کیا ہی اسواسطی کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اسمین
کچھہ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکھہ لیوی تو اس صورت مین چوری سے
نہین ہوئی کیونکہ چوری سے مین تو چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکھنا چوری سے توجب ہووی کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام
کو تعیین نکرے یا جو بات کہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوی جیسا
کہ ان قوم دجالیون نی ایک رسلہ چھپوایا ہے اور اوسمین فارسی عبارت سے
لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بسنیت رفع یدین وترجیح آمین بجہر رفتہ
اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہی اور حال یہہ ہی کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نی سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کی مسئلہ کی مقام مین ۴۸ صفحہ
مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب الصفۃ الصلوۃ مین لکھا ہے کہ رفع الیدین
منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچھہ شبہہ ہو تو ان کتابون میز
اسی مقام کی پتی سی دیکھہ لیوی اور اس قوم نی ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی
ہی اور نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہی اوسمین اکثر حدیثون کو ناتمام لکھا ہے
کسی کی اول سی کسی کی آخر سی کچھہ کچھہ عبارت چھوڑ دی ہی جیسا کہ مالک ابن حویرث
کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے سی نقل کیا ہے اور اوسمین رفع

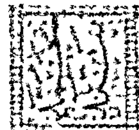
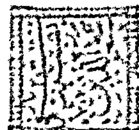
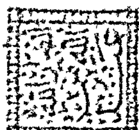
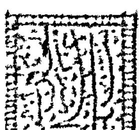
یدین کرنے کی مضمون کو لکھا ہی اور کانون تک ہاتھہ اوٹھانے کی مضمون کو جو
اوسی حدیث مین روایت ہی بالکل ترک کیا ہی اور تنویر العینین مین یون کہا ہے
انه رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیه و
اذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلعم صنع هکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بهما اذنیه او فروع اذنیه کو چھوڑ دیا
سبب دوسرا دفعیہ یہہ ہے کہ یہہ کتاب کچھہ کتاب حدیث کی نہین ہی کہ اگر
مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہہ فتوا ہی اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے
کہ جس قدر سوال ہوا ہی قدر جواب اور اوس سی زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہی کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھہ
اوٹھاتی ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کی مسئلہ کو اس مقام مین کچھہ
علاقہ نہین ہی جیسا کہ اگر کوئی پوچھی کہ نماز فرض ہونے کی دلیل کیا ہی تو اوسکا جواب
اسی قدر کہنا چاہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اقیموا الصلوة اور اگر کوئی
اسکی جواب مین یون کہی کہ اقیموا الصلوة واتوا الزکوة تو اوسکو دیوانہ یا نادان
کہین کی مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کی واسطے یہان
ذکر کیا جاتا ہی کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتی ہین کہ احل الله
البیع باوجود اس بات کی کہ قران مین ایک آیت کی اندر یون ہی کہ احل الله البیع
وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کی مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بے جا ہے اسواسطے
صرف احل الله البیع لکھا ہی اور مثال اوسکی انہین نئی مذہب والون کی کتاب
سی کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہی مذکور ہوا کہ مولف تنویر العینین نے اسی حدیث
مین فقط رفع الیدین کی مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تھا اوسکو وہان

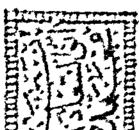




لکھا ہی اور ہاتھہ کانون تک اوٹہانی کو کہ اوس سی اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک
کیا تو یہہ بہی کیا جوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را بفضیحت و دیگری را نصیحت اور
تیسرا دفع یہہ ہی کہ مولف نی نظام الاسلام کی رفع الیدین کی مسئلہ کو چہوڑا
نہین ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کرکی بصورت سوال اور جواب کی لکہا ہی صفحہ مین
اور وہان مفصلا بیان کیا ہی کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور مکروہ اور اوسکی
دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہی تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان تک ہاتہہ
اوٹہانی کی دلیل کا ذکر ہی رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اور ایسی بیجا ذکر
کرنیوالی کو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بی ہنگام کہتی ہین اور وہ
شخص مصداق ہی مثل مشہور مصرع سر بریدن واجب است آن مرغ بی ہنگام را
جیسا کہ مولف نی تنویر العینین کی کان تک ہاتہہ اوٹہانی کی حدیث کو ترک کیا
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کی بیان مین ہی چوتہا دفع یہہ ہے
کہ رفع الیدین منسوخ ہی جیسا کہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۷۱۶ صفحہ مین مذکور
ہی اسواسطی اوسکو اس مقام سی حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانی کے
مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب مین خلل ڈالتا ہے
الغرض ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی لوگون سی احتراز کرین اور اونکو دشمن دین
کا سمجہین کہ یہہ سب دین مین مفسد ہین جیسا کہ کتاب مجمع الزوائد مین ہی اور یہہ
کتاب حدیث کی کتابون کا مجموعہ ہے جیسا کہ جامع الاصول چہہ کتاب کی حدیث
کی جامع ہی ویساہی کتاب مجمع الزوائد ان چہہ کتابون کی سوا اور کتابین حدیث
کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہی جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
تو اس کتاب کی باب ما جاء فی الکذابین مین کہا ہے حضرت عبد الله




مولوی عین علی بیان   مولوی معین علی بیان   پیر لکھنؤ سجاد الدین ولی   شیخ مصطفی سعید احمد

قدس سرہ کی

عن عمر رض روی الطبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر قلنا ما اٰیاتھم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیہا لیغیروا بہا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم

طبرانی نے روایت کی ہی عبد اللہ بن عمر رض سے کہ کہا انہوں نے قسم خدا کی ہی کہ بیشک میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے ہیں کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کی دجال اور پہلے دجال کی ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیوں نے حضرت سے پوچھا کہ اون گروہ کی کیا علامتیں ہیں پھر فرمایا حضرت نے کہ سکھلاوینگے وہ قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل نہیں کرتے ہو یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوینگے یا حقیقت میں سنت ہو لیکن تم اوسکو نہیں کرتے ہو بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے ہو تو وہ قوم کذاب اس لیے سنت کو تمکو سکھاوینگے تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے ہو اوسکو تغیر اور تبدیل کریں اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیویں پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکھو تب اونسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اونسے دشمنی رکھو اور تم سب بھائی مسلمانوں جانو کہ اگر یہ گروہ کذاب کسیکو شک میں ڈالیں کہ یہ

حدیث نہیں یا اور کچھ فریب کی باتیں کہیں تو وہ کتاب مجمع الزوائد

جناب مدرس صاحب ممدوح کی نزدیک موجود ہے

جسکا جی چاہے اسمیں دیکھ

لیوی فقط

۱۲۰۸

در مطبع احمدی باہتمام امو جان مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ میں کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت
کہتے ہیں خصوصاً حنفیوں کو خلاف محمدیت کی جانتے ہیں اور شرک کہتے ہیں اور
وضو اور نماز میں وہ عمل بجا لاتے ہیں کہ جس سے وضو اور نماز فاسد ہوتی ہے حنفیوں کے نزدیک
بالاتفاق بلکہ بعض ان کی خلط مختلفات مذاہب ایسے ہیں کہ جسکے کسی کے نزدیک
بھی وضو یا نماز صحیح نہو ہو اسکے قائل ہیں اور جس کوئیں میں یا مٹکی میں نجاست پڑ جاتی
ہے یا جانور گرکر مرجاتا ہے تو بغیر پاک کئے کوئیں اور مٹکی اسی پانی کو کہاتے اور پیتے
اور وضو وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم چاروں مذہب کو حق جانتے
ہیں پس جس مسئلہ کو جہاں پاتے ہیں کسیکے موافق ہو عمل کرتے ہیں پس سوال یہ ہے کہ ہم
حنفیوں کا یہ لوگ کیسے ہیں اور انکا اقتدا کرنا نماز میں ہم حنفیوں کو موافق مذہب
حنفی کی جایز ہے یا نہیں اور اسوقت میں مذہب معین کی پیروی اور تقلید کرنی چاہئے
یا غیر معین کی اور جو بپایہ اجتہاد نہ پہنچا ہو اور جو کہ شرائط مجتہد میں اوسمیں نہ پائے
جاویں تو اوس کو اس زمانہ میں فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور پیروی کسی مذہب
کو مذاہب اربعہ میں سے ترک کرنا چاہئے یا نہیں بینوا توجروا جواب مذہب خاص
کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہنا ضلالت ہے کیونکہ بہت علمائے اتباع مذہب
خاص کو واجب کہا ہے قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح جمع الجوامع یجب علی العامی وغیرہ
ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی وکذا
فی فیض القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی اور استحسان میں اسکے کسیکو
اہل حق وتحقیق سے کلام نہیں ہے اور امر واجب یا مستحسن کو بدعت اور ضلالت
کہنا بڑی ضلالت ہے پس یہ شخص ضال اور گمراہ ہے ایسے کو اپنا امام بنانا

مقتضی شاہ ولی اللہ ... سامنے نظر مولوی ... محبوب ... صاحب ... گذرے ... اور بعض ...

نجاہی اور در صورتیکہ عمل میں اون چیزوں کو لاتا ہو کہ جن سے وضو اور نماز فاسد
ہوتی ہی مذہب حنفی میں تو ہرگز اقتدا اوسکی حنفی کو جایز نہیں حیث حنفیہ نے
صلوۃ خلف الشافعیہ میں اس صورت میں عدم جواز لکہا ہو تو ایسے شخص کے
پیچھے تو بدرجہ اولی ایسی صورت میں نماز ناجایز ہوگی ہدا الصلوۃ خلف الشافعیہ
فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا فالاقتداء بہ صحیح
علی الاصح ویکرہ والا فلا یصح اصلا ولا خصوصیۃ للشافعیۃ بل الصلوۃ خلف کل
مخالف للمذہب کذلک کذا فی البحر الرائق والاکتفاء مشیر الی انہ لا یکرہ امام الشافعی
لکن فی الزاہدی انہا مکروہۃ وفی وتر النہایۃ انہا غیر جائزۃ کما قال صدر الاسلام
فالاحوط ان لا یصلی خلفہ کما فی الجواہر وہذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف
ولو شک فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی النظم کذا فی جامع الرموز اور جو
شخص کہ پایہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو اوسکو استدلال بقرآن وحدیث کرکے عمل
کرنا نہ چاہی کیونکہ اوسکو تقلید کسی مجتہد کی مجتہدین میں سی چاہی اور استدلال
قرآن وحدیث سی منافی تقلید ہے فی شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزم تقلید
مجتہد من المجتہدین المطلقین وایضا فیہ التقلید العمل بقول من لیس قولہ
احدی الحجج الاربع بالاعتماد علی قائلہ بلا استدلال من جہۃ من ہذہ الحجج فلیس
الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا رجوع الی الاجماع من التقلید لانہ رجوع الی الحجۃ
واللہ اعلم وعلمہ اتم

پس جانا چاہی یہہ فرقہ گمراہ ہے کہ جو منکر تقلید

ائمہ اربعہ کی ہیں اور نیا طریقہ اختیار کیا ہے اور کہتی ہیں کہ ہم محمدی ہیں حالانکہ
اونکو کچھ بہی مسایل ضروریہ میں نہیں ہی بالکل محض امی ہیں معاذ اللہ منہا
کہ طعن کرتی ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی وغیرہ پر باوجودیکہ
کچھ اونکو مس کتب دینیہ سے نہیں ہے تقلید ائمہ اربعہ کی فی زماننا واجب ہے
انکار انکا تقلید سے باطل ہی تعالی حجت کی نہیں ہے چنانچہ روایات کتب سے
صاف مبین ہی اور بطلان انکی کی بشرطیکہ نظر انصاف سے غور کریں التقلید
اتباع الانسان انسانا فیما یعمل من غیر ان یقف علی دلیل ما بدعیۃ التقلید انواع
ثلاثۃ تقلید واجب تقلید جائز والتقلید مذموم اما الواجب فتقلید الانبیاء صلعم و
لیس ہذا بتقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا تقلید الائمۃ الماضین
فیما اجمعوا علیہ واجب البتاد ہو لیس بتقلید فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون
عملا بالدلیل وکذا تقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء و سوء الملتبس
بہ تقلید فی الحقیقۃ لانہم لا یقولون الا بدلیل ہذا ایراد الاصول لا اصول
علماء الدین کشف الغطاء انہ لا یرجع المقلد فیما قلد فیہ من الاحکام احد من المجتہدین
ای عمل بہ اتفاقا علی ما نقلہ الآمدی وابن الحاجب فلو التزم مذہبا کابی حنیفۃ و
الشافعی رضی اللہ عنہما فلیلزم الاستمرار علیہ ولا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ہذا ملا علی
قاری شرح عین العلم ان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا در مختار لیس للعامی
ان یتحول من مذہب الی مذہب ویستوی فیہ الحنفی والشافعی وقیل من انتقل الی
مذہب الشافعی رحمہ اللہ لیزوج لہ اخاف ان یموت مسلوب الایمان لاہانتہ بالدین
لجیفۃ قذرۃ در کتابت قنیہ ارتاب فی الانتقال مذہب الی مذہب کذا فی التاتارخانیہ
وکذا فی العالمگیریہ حررہ محمد عبد القادر



ما ثبت على هذه ... من الكفر فوقع في ما اصله كتبه ابو محمد ...

جو شخص که ... اصلاح ...

هذا هو الحق ... كتبه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين رب زدني علما قال القهستاني في النقاية شرح مختصر الوقاية قبيل كتاب الاشربة وعلم ان من جعل الحق متعددا كالمعتزلة اثبت للعاصي الخيار من كل مذهب ما يهواه ومن جعل واحدا كالعلماء تابع الراقي الشافعي اماما ولهذا كما في الكشف لو انتقل من مذهبه صار فاسقا تاما كما في شرح الطحاوي للفقيه سعيد بن منصور ... في المذهب الصلابة اي اعتقاد كونه حقا او صوابا كما في الجواهر ... قالوا ان مذهبنا صواب يحتمل الخطأ ومذهب غيرنا خطأ يحتمل الصواب كما في المصفى انتهى والله تعالى اعلم وعلمه اتم واسلم

قاضي القضاة

در مطبع احمدي ... طبع شد

مجموعه نسخ رد لامذهب

... عبد القدوس الگنگوهي رحمه الله ... وقد نقل ... من النسخة المسودة المكتوبة القاضي المسطور المرحوم